مکمل ناول

www.zemtime.com

ثمرہ احمد

مالا

بارہویں قسط

"سر آپ مجھے دو منٹ دیں گے؟ میں آپ کی کافی دوبارہ بنوا لاتی ہوں۔" رسما مسکرا کے انہیں کہا۔ ساتھ ہی آنکھوں سے لالک کو اشارہ کیا۔ اس نے جلدی سے وہ کپ اٹھا لیا اور اس کے پیچھے چل دیا۔

"ایویں نخرے کر رہا ہے۔ یہ باہر سے آئے

لوگ یہاں آکے زیادہ نخرے شروع کردیتے ہیں۔ میں نے اوٹ ملک سے ہی کافی بنائی تھی۔" کچن میں آکے لالک خفگی سے شروع ہوگیا۔ اس آدمی کے انگریزی لب و لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ برطانیہ سے آیا ہے یا کافی عرصہ وہاں رہا ہے۔

مالا نے ایک نظر چھت کو دیکھا۔ پھر فریج کے دروازے کو۔ یہاں کیمرہ نہیں لگا تھا۔ یہ سی سی ٹی کا بلائنڈ سپاٹ تھا۔ کچھ دن پہلے فریج یہاں موو کیا گیا تھا۔ کسی نہ کسی وجہ سے کیمرہ لگنا رہ جاتا تھا۔

"تم نے اوٹ ملک ڈالا تھا؟" اس کی آنکھوں میں دیکھ کے سختی سے پوچھا۔

"قسم لے لیں میں نے ڈالا تھا۔"

"اس کا خالی ڈبا کہاں ہے؟"

"ڈبا؟" وہ اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

"اس دن میری سالگرہ پہ سب پیزا کھا رہے تھے سوائے تمہارے۔ تم نے کہا تمہیں پیزا پسند نہیں ہے۔ لیکن میرا خیال ہے لالک تم خود لیکٹوز انٹولرنٹ ہو۔ اور تم کسٹمرز کی کافی میں عام دودھ ڈالتے ہو اور اوٹ ملک اور کوکونٹ ملک کے کارٹن چھپا کے گھر لے جاتے ہو یا اپنی کافی میں استعمال کرتے ہو۔"

"نن نہیں میم...."

"ظہیر یہ دودھ بہت مہنگے امپورٹ کرواتا ہے، بہت کم لوگ ہیں جو ان کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ تمہارے پاس امانت ہوتے ہیں۔ اور تم نے مجھے ایک کسٹمر کے سامنے شرمندہ کروایا ہے۔ فی الحال میں اس معاملے کو فکس کر رہی ہوں۔ اس کے بعد تم میرے آفس میں آؤ گے۔ اور ہم اس بارے میں بات کریں گے۔"

تھوڑی دیر بعد وہ باہر آئی تو اس کے ساتھ لالک سر جھکائے کافی کا تازہ کپ پکڑے ہوئے تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے آئے۔ اس نے لپ میز پہ رکھا تو مالا نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

سفید بالوں والے آدمی کا چہرہ سپاٹ تھا۔ جیسے برف ہو۔

"میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ میرے باریستا کی غلطی تھی۔ اب آپ کو شکایت نہیں ہوگی سر۔"

"آپ نے اپنے باریستا کو برطرف نہیں کیا؟" انہوں نے بغور اس کا چہرہ دیکھا۔

"نہیں۔" مالا کا لہجہ مطمئن تھا۔

عبد المالک فرید نے کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔

"اس نے میرا بہت قیمتی وقت برباد کیا ہے۔ آپ کو اسے برطرف کردینا چاہیے تھا۔"

"نہیں سر۔ ذرا سا لیکٹوز آپ کا کچھ خاص نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن اس کی برطرفی اس کی زندگی خراب کرسکتی ہے۔ نوکری کا چلے جانا کسی کی بھی زندگی خراب کرسکتا ہے۔ میں آپ کی شیلوا یگو کی وجہ سے ایک غریب کو برطرف نہیں کرسکتی۔"

"شیلوا یگو" وہ مسکرائے۔ جیسے اس کی بات دلچسپ لگی ہو۔

"جی۔ لیکن غلطی ہماری ہے اور میں اس غلطی کا مداوا کرنا چاہتی ہوں۔"

"وہ کیسے؟" وہ مسکرا رہے تھے البتہ آنکھیں برف تھیں۔

کشمالہ مبین نے ہلکے سے کندھے اچکائے۔

"کوئی دوسرا کسٹمر ہوتا تو میں اس کو ڈسکاؤنٹ واؤچر دے دیتی اور کافی کا بل نہ لیتی۔ لیکن آپ کو اس سب کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے شکایت ذرا سے پیسے بچانے کے لیے نہیں کی۔ نہ آپ کو لیکٹوز سے اتنا فرق پڑتا ہوگا کیونکہ پاکستان میں بہت کم جگہوں پہ اوٹ ملک دستیاب ہوتا ہے۔ آپ کو اکثر جگہوں پہ ڈیری والی

www.zemtime.com

کافی پینی پڑتی ہوگی۔" وہ مسکرائی۔ وہ اسی دلچسپی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"پھر میں نے شکایت کیوں کی؟"

"کیونکہ آپ کی بات نہ مان کے آپ کی توہین کی گئی تھی۔ میں اس توہین کا مداوا کرنے کے لیے آپ کی کافی خود بنا کے لائی ہوں۔ اور میں کسی کے لیے کافی نہیں بنایا کرتی۔ ایک دفعہ پھر میں آپ سے معذرت خواہ ہوں۔" بولتے بولتے اس کا سانس پھول گیا تھا۔

ان کے برفیلے چہرے پہ ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ اور پھر معدوم ہوگئی۔ وہ اپنی میز کی طرف بڑھ گئی۔

"آپ ایک اچھی مینیجر ہیں۔ لیکن...." انہوں نے دو انگلیوں سے کپ کو ہینڈل سے اٹھایا۔ پھر ایک گھونٹ بھرا۔

"لیکن؟" وہ برآمدے کے اسٹیپ پہ تھی۔ پلٹ کے اچنبھے سے انہیں دیکھا۔

"لیکن آپ کو اپنے سانس پہ کنٹرول نہیں ہے۔"

"سوری سر؟" وہ بوگن ویلیا کے درخت کے ساتھ کھڑی تھی۔ اس کے سر کے اوپر گلابی ٹہنیاں لٹک رہی تھیں۔

"جانتی ہیں خوشی یا خوف میں سب سے پہلے کیا خراب ہوتا ہے؟" ان کی نگاہیں اپنے کپ پہ جمی تھیں۔

"کیا؟"

"سانس۔"

اسی پل سورج کے سامنے سے بادل ہٹے۔ دھوپ نے بوگن ویلیا کی ٹہنیوں کے درمیان سے راستہ بنایا اور برآمدے کے فرش پہ اپنی چند شعاعیں پھینکیں۔

"اگر انسان اپنے سانس کو قابو کرنا سیکھ لے تو وہ اپنا ذہن قابو کر سکتا ہے۔ ذہن قابو کر لے تو وہ ہر قسم کے حالات کو قابو کر سکتا ہے۔ سب کچھ سانس سے شروع اور سانس پہ ختم ہوتا ہے۔"

وہ اب سامنے دیکھتے ہوئے کافی کے گھونٹ بھر رہے تھے۔ جیسے خود سے بات کر رہے ہوں۔

مالا نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پلٹ کے نیچے اتر گئی۔ اب اس کا وجود دھوپ میں تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اندر ہال میں عباس کے ساتھ کھڑی تھی۔ شیشے کی دیوار کے پار برآمدہ دکھائی دے رہا تھا جہاں سفید بالوں والا شخص بیٹھا کافی پیتے ہوئے موبائل دیکھ رہا تھا۔

"یہ آدمی کون ہے؟" اس کی مشکوک نظریں ان پہ جمی تھیں۔

"بس اتنا معلوم ہے کہ لندن سے آیا ہے۔ انویسٹمنٹ مینیجر ہیں۔ مختلف ریستورانوں کا دورہ کر رہا ہے۔ اسے غالباً اپنے لیے ایک ریستوران خریدنا ہے۔"

"سوال یہ ہے کہ اگر اسے ریستوران خریدنا ہے تو یہ اوشن میں کیا کر رہا ہے؟"

پہلو میں گری اس کی مٹھی بھنچ گئی۔ نظریں اٹھا کے سیڑھیوں کی طرف دیکھا جہاں اوپر کہیں ظہیر کا آفس تھا۔ سانس پھر سے چڑھنے لگا تھا۔

اسی پل فون بجنے لگا۔ غیر شناسا نمبر۔ بالآخر۔ اس نے فون کان سے لگایا۔

"جی جی..... میں کشمالہ ہوں۔ آپ نے کال ہی نہیں کی۔" چھوٹتے ہی بے چینی سے پوچھا۔ "آپ کے شوہر کی طبیعت کیسی ہے؟"

"طبیعت؟" وہ عورت روتے ہوئے چلائی۔ "وہ مر گیا ہے۔ تم نے میرا بندہ مار دیا ہے۔"

لمحے بھر کے لیے ساری دنیا تھم گئی۔ اس کو لگا اس کا سانس جیسے بند ہو گیا ہے۔

☆☆☆

قاسم فرید کے آفس میں اس وقت تناؤ کی سی کیفیت تھی۔ ایک سرد سا تناؤ جو وہاں بیٹھے دونوں

www.zemtime.com

فریقین کے درمیان حائل تھا۔ جو نظر نہیں آتا تھا لیکن گھٹن پیدا کر رہا تھا۔

کھڑکی میں رکھے اس کے باپ کے پودے عدم توجہی کے باعث سوکھ چکے تھے۔ کمرے میں عود کی خوشبو پھیلی تھی جس میں سگار کی مہک بھی شامل تھی۔

"مجھے بلانے کے لیے شکریہ ماہر۔"

کوٹ ٹائی میں ملبوس شمس اس وقت ماہر کے سامنے بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔ وہ البتہ نہیں مسکرا رہا تھا۔ بس پتلیاں سکوڑے اس کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کو اندر تک پڑھ رہا ہو۔

"ماں نے بتایا کہ تم ہلال اور ماں کے ساتھ پاکستان شفٹ ہونا چاہتے ہو۔"

شمس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"تم جانتے ہو میری جاب چلی گئی ہے۔ پاکستان میں میرے کزن نے ایک جاب آفر کی ہے۔ وہاں میری فیملی ہے۔ ان کے پاس چلا جاؤں گا۔ ہلال اور رابیل بھی وہیں رہیں گی جہاں میں رہوں گا۔" اس کی چھوٹی چھوٹی چمک دار آنکھیں ماہر پہ جمی تھیں۔

اس نے بہت کچھ حلق سے نیچے اتارا۔ اسے ضبط کرنا تھا۔ ہلال کے لیے۔ ماں کے لیے۔

"ہاں اگر مجھے یہاں کوئی اچھی جاب مل جاتی تو شاید میں نہ جاتا۔" اس نے شیو کھجائی۔ ماہر نے ایک نظر دیوار گیر بک شیلف کو دیکھا جہاں بہت سی کتابیں' فریم اور شیلڈز رکھی تھیں۔ ان میں ایک تصویر اس کے باپ کی بھی تھی۔ وہ ان کے پیچھے کھڑا' ان کے کندھے پہ ہاتھ رکھے ہوئے تھا۔ وہ دونوں کیمرے میں دیکھ کے مسکرا رہے تھے۔ اس نے واپس شمس کو دیکھا۔ اس کے باپ کے باڈی گارڈ کی نوکری سے شروع ہونے والا شمس الدین آج انہی کے آفس میں اس کے سامنے بیٹھا تھا۔

"اگر تمہیں یہیں کہیں جاب مل جائے تو نہیں جاؤ گے؟" اس نے دراز کھولا اور ایک باکس نکالا۔

"ہاں۔ اگر تمہارے آس پاس کوئی جاب ہو تو میں یہیں رہ جاؤں گا۔"

"جاب بنائی جا سکتی ہے۔" ماہر نے باکس سے ایک سگار نکالا۔ پھر میز پہ رکھا چاقو اٹھایا۔

"تمہارا شکریہ۔ میرے لیے اتنا سوچنے کا۔"

"سوال یہ ہے کہ..." وہ چاقو سے سگار کاٹنے لگا۔ "کیا تم میری بتائی گئی جاب قبول کر لو گے؟" شمس کی نظریں اس کے ہاتھوں پہ جمی تھیں جو مہارت سے سگار کو چھیل رہے تھے۔

"شیور۔ کس قسم کی جاب ہے؟"

"فنانس ڈیپارٹمنٹ میں۔ ایک بہت اچھی سیلری اور انشورنسز کے ساتھ۔" اس نے سگار انگلیوں میں دبایا اور لائٹر اٹھایا۔

"بہترین۔" شمس کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ آنکھیں چمکیں۔ بالآخر وہ قاسم فرید کی کمپنی میں داخل ہونے جا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ کل صبح اس آدمی سے مل لو۔ یہ تمہیں ہائر کر لے گا۔"

اس نے ایک کارڈ شمس کی طرف بڑھایا۔ شمس نے مسکرا کے کارڈ اٹھایا۔ اگلے ہی لمحے اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ چونک کے ماہر کو دیکھا۔ وہ ٹیک لگائے بیٹھا' سگار سلگا رہا تھا۔

"لیکن ماہر.... یہ تمہاری کمپنی تو نہیں ہے۔"

"میری کمپنی درمیان میں کہاں سے آ گئی؟ تمہیں مے فیئر میں جاب چاہیے تھی نا۔ میرے آس پاس۔" اس کی آنکھوں میں دیکھ کے وہ پہلی دفعہ مسکرایا۔ "ان کا آفس ہمارے قریب ہی ہے۔ پانچ منٹ کی واک پہ۔"

شمس کی مسکراہٹ اب غائب ہو چکی

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

تھی۔ چند لمحے کے لیے اسے سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کیا کرے۔

"مجھے لگا..."

"تمہیں لگا کہ میں تمہیں اس کمپنی میں کام کرنے دوں گا جہاں ایک زمانے میں تم میرے باپ کی کار کا دروازہ کھولتے تھے۔ چچ چچ۔ تم مجھے ٹھیک سے سمجھے نہیں ہو شمس۔" افسوس سے سر دائیں بائیں ہلایا۔ پھر سگار کا کش بھرا' بہت سا دھواں لبوں سے نکلا۔ اس نے سگار جھٹکا اور آگے کو جھک کے شمس کی آنکھوں میں جھانکا۔ اس کی رنگت پھیکی پڑ چکی تھی۔

"ماہر فرید کو کوئی ایموشنلی بلیک میل نہیں کرسکتا۔ میں نے ہلال سے وعدہ کیا تھا تمہیں اپنے قریب جاب دلوانے کا۔ اپنا وعدہ پورا کررہا ہوں۔ چاہو تو میری آفر قبول کرو۔ چاہو تو ماں اور ہلال کو لے کر پاکستان شفٹ ہوجاؤ۔ تمہاری مرضی۔" اس نے واپس ٹیک لگالی۔

شمس پھیکا سا مسکرایا۔

"مجھے منظور ہے۔ کم از کم میں تمہارے قریب رہوں گا۔" پھر کرسی پہ رکھا ایک باکس اٹھایا جو وہ ساتھ لایا تھا۔

"تم مجھے پسند نہیں کرتے لیکن بہرحال میں تمہارے آفس کے لیے ایک تحفہ لایا تھا۔ اس کو اپنے آفس میں جگہ دو گے تو مجھے خوشی ہوگی۔"

اس نے باکس کا ڈھکن اٹھایا تو ماہر نے عدم دلچسپی سے دیکھا۔ وہ ایک شطرنج کے گھوڑے کی شکل کا بک ہولڈر تھا۔

"ہوں۔ شکریہ۔" بے دلی سے کہا اور سگار ہونٹوں سے لگایا۔

"ہلال نے اسے پسند کیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ تمہارے بک شیلف میں اچھا رہے گا۔ کیا میں اسے یہاں رکھ دوں۔"

اس گھوڑے کا رنگ سیاہ تھا۔ ماہر نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"شیور۔" وہ ہلال کی پسند تھا۔ اور اگر نہ ہوتا.... تب بھی ایک گھوڑا اس کا کیا بگاڑ سکتا تھا؟

☆☆☆

وہ اپنے آفس میں کھڑی تھی۔ میز پہ اپنے سامنے اس نے چند چیزیں اکٹھی کر رکھی تھیں۔ فائلز۔ ڈاکومنٹس۔ ایک پودا۔ چند فریمز۔

"مجھے ایک ایسا باکس لاکر دو جس میں یہ سب پورا آجائے۔" حیران سی کھڑی اپنی اسسٹنٹ صاعقہ کو حکم دیا۔ وہ سر ہلا کے باکس ڈھونڈنے چلی گئی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ مالا میڈم صبح ہی صبح اپنا سامان کیوں اکٹھا کرنے لگ گئی ہیں۔

موبائل بجنے لگا تو مالا نے گہری سانس لینی چاہی لیکن تنفس پھر سے بے ترتیب ہونے لگا۔ وہ عورت باہر آچکی تھی۔ اسے ایک مشکل ملاقات کرنی تھی۔ اس نے دیوار پہ لگے آئینے میں ایک دفعہ خود کو دیکھا۔ ماتھے پہ کٹے بال۔ اونچی کس کے بنائی پونی۔ کان' گردن اور ہاتھ کسی قسم کے زیور سے بے نیاز تھے۔ چہرے کی سرخ گلابی اینگنی چمک رہی تھی۔ پیروں میں ہائی ہیلز تھیں۔

وہ باہر آئی تو مین ہال میں بجتا میوزک ایک دم بدلا۔ ہیپی برتھ ڈے ٹو یو کی دھن سنائی دینے لگی۔ وہ چونکی۔ کونے میں کمپیوٹر پہ بیٹھا آپریٹر کی بورڈ پہ جھکا تھا۔ مالا کے ماتھے پہ بل پڑے۔ تیزی سے اس کی طرف لپکی۔

"مجھے یہ میوزک اب نہ سنائی دے۔" اس کے سر پہ پہنچ کے وہ ایک دم غرائی۔ وہ گڑبڑا گیا۔

"سوری میم۔ میں پلے لسٹ چیک کررہا تھا۔ اس دن آپ کی سالگرہ پہ یہ لگایا تھا تو خود ہی پلے ہوگیا۔"

"کہا نا۔ یہ میوزک مجھے اس ریستوران میں نہ سنائی دے۔ کچھ اور لگالو۔" بے اختیار اپنے ہاتھ دیکھے۔ آج وہ سرخ نہیں تھے۔ اس نے گہری

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

سانس خارج کی۔

آج بھی برآمدے کے کونے والی میز پہ وہی صاحب بیٹھے تھے۔ لیپ ٹاپ سامنے رکھے' وہ اس پہ کچھ دیکھ رہے تھے۔ وہ ان سے نگاہ ملائے بغیر آگے آئی۔ برآمدے کے اسٹیپ اتر کے نیچے آئی تو دیکھا۔ اس کی میز پہ سیاہ چادر میں وہی عورت بیٹھی تھی۔ مالا کو دیکھ کے وہ کھڑی نہیں ہوئی۔ بس اسے گھورے گئی۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"عاصمہ بی۔ ہم اندر میرے آفس میں چل کے بات کرتے ہیں۔" وہ نرمی سے کہتی اس کے قریب آئی۔

"مجھے اندر نہیں جانا۔ یہیں سب کے سامنے بات کرنی ہے۔" وہ ایک دم پھنکاری۔

مالا نے گردن موڑ کے دیکھا۔ سوائے سفید بالوں والے آدمی کے' قریب میں کوئی نہ تھا۔ اس نے کرسی کھینچی۔

"ٹھیک ہے لیکن آرام سے بات کریں۔" نرمی سے تنبیہہ کر کے وہ ان کے سامنے بیٹھی اور ٹانگ پہ ٹانگ جمالی۔

"میں اس واقعے کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔"

عورت نے اس کی معذرت کو نظرانداز کر کے نگاہیں گھما کے اطراف میں دیکھا۔

"تم تو کہہ رہی تھی تمہارے آفس میں آگ لگ گئی تھی۔ کدھر ہے آگ؟"

کشمالہ نے ناک کے ذریعے سانس اندر کھینچی۔ پھر دھیرے سے خارج کی۔ نفس قدرے بہتر ہوا۔

"میں بہت شرمندہ ہوں۔ آئی ایم سو سوری۔ میں ہر قسم کا مداوا کرنے پہ تیار ہوں۔"

"اب کیسا مداوا' بی بی؟ تم نے میرا بندہ مار دیا ہے۔" وہ روتے ہوئے غصے سے بولی۔

بوگن ویلیا کے پھولوں میں ہوا سے سرسراہٹ ہوئی۔ پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ عبدالمالک فرید نے لیپ ٹاپ سے نگاہیں اٹھا کے اس طرف دیکھا جہاں درخت کی چھاؤں میں وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔ پھر انہوں نے واپس نگاہیں جھکا دیں۔

"عاصمہ بی..."

"اس کا خون بہت بہہ گیا تھا۔ کوئی اسے ہسپتال لے جانے کے لیے تیار نہ تھا۔ بڑی مشکل سے ہم ہسپتال پہنچے۔ وہاں جاتے ہی اس نے دم توڑ دیا۔ تم بڑے لوگ گاڑی چلاتے دائیں بائیں کیوں نہیں دیکھتے؟" اس کے آنسو بہہ رہے تھے اور آواز کپکپا رہی تھی۔

کشمالہ مبین نے ایک گہری سانس اندر کھینچی۔ پھر اسے دھیرے سے خارج کیا۔ اب اس کا سانس نہیں چڑھ رہا تھا۔

"وہ کراسنگ نہیں تھی۔ وہ اچانک سے میرے سامنے آیا تھا۔ غالباً وہ خودکشی کرنے جا رہا تھا کیونکہ آپ اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے اسے روک رہی تھیں۔ ٹیکنیکلی یہ میری غلطی نہیں تھی۔"

"یہ بات پولیس کے سامنے کہنا یا عدالت میں۔" وہ دبا دبا سا غرائی۔

"اگر آپ نے پولیس کے پاس جانا ہوتا تو آپ وہاں جاتیں۔ یہاں نہ آتیں۔ چاہیں تو مجھے لے جائیں پولیس کے سامنے۔ میں ڈرتی نہیں ہوں۔" وہ ٹیک لگائے' ٹانگ پہ ٹانگ جمائے پرسکون سی بیٹھی تھی۔ "لیکن میں پھر بھی آپ سے معافی مانگتی ہوں۔ مجھے اس کو خود ہسپتال لے جانا چاہیے تھا۔ انسانی جان ہر قسم کے کام سے اوپر ہوتی ہے۔" چہرہ اٹھا کے ریستوران کی عمارت کو ایک نظر دیکھا۔

"اب میں کیا کروں گی۔ وہ میرے بچوں کا واحد سہارا تھا۔ اس کی تنخواہ کے بغیر ہمارا گزارا کیسے ہوگا؟"

"میں کہہ رہی ہوں نا' میں آپ لوگوں کا

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

خیال رکھوں گی۔ یہ کچھ رقم ہے۔" اس نے پرس سے ایک چیک نکالا اور ان کے سامنے رکھا۔

"یہ رکھ لیں۔ دوبارہ بھی چاہیے ہوں تو میرا پتا آپ کو معلوم ہے۔ میں آپ کو کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹاؤں گی۔" وہ اسی نرمی سے کہہ رہی تھی۔ دھوپ سے اس کی آنکھیں سنہری لگ رہی تھیں۔

وہ عورت چیک چادر میں دبائے وہاں سے اٹھ کے چلی گئی۔ تو اس نے آنکھیں بند کیں۔ سانس ناک سے کھینچی۔ اندر تک اس کو روک دیا۔ پھر ایک دو تین چار پانچ گنا۔ پھر اس کو لبوں سے خارج کر دیا۔ بہت سا بوجھ سینے سے ہٹ گیا۔

"وہ جھوٹ بول رہی تھی۔ اس کا شوہر نہیں مرا۔"

وہ لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے بولے تو مالا نے چونک کے انہیں دیکھا۔ پھر اداسی سے مسکرائی اور اٹھ کے برآمدے تک آئی۔

"آپ کو کیسے معلوم؟"

"اس کی آواز' آنکھیں' سب بتا رہی تھیں کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ اداکاری کر رہی ہے۔" انہوں نے نگاہیں اٹھا کے اسے دیکھا۔ ان کا چہرہ آج بھی برف جیسا تھا۔

"جانتی ہوں۔" اس نے ہلکے سے شانے اچکائے۔ "جب اس نے مجھے کال کی تو میں نے اس کے نمبر سے اس کے گھر کا ایڈریس نکلوالیا۔ میری اسسٹنٹ اس کے محلے میں جا کے چیک بھی کر آئی تھی۔ اس کے شوہر کا زخم گہرا نہیں تھا۔ وہ ٹھیک ہے۔ اگر اسے کچھ ہوا ہوتا تو وہ مجھے اپنے گھر بلاتی۔ یہاں نہ آتی۔"

"پھر آپ نے اسے پیسے کیوں دیے؟"

"کیونکہ غلطی میری ہی تھی اور میں اپنی غلطیوں کی ذمہ داری لیا کرتی ہوں۔" اس کا انداز سادہ تھا۔ "مجھے اس کو خود ہسپتال لے جانا چاہیے تھا لیکن میں نہیں لے کر گئی۔ مجھے یہ ریستوران زیادہ عزیز تھا۔ اور سنا ہے آپ اس کو خریدنے کی بات کر رہے ہیں۔" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

"کیا اس ریستوران کو بک نہیں جانا چاہیے؟ یہاں رش نہیں ہوتا۔"

"پھر آپ یہاں کیوں آتے ہیں؟"

"کیونکہ یہاں رش نہیں ہوتا۔" انہوں نے لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کیا۔ "یہاں میں سکون سے اپنا کام کر سکتا ہوں۔"

"یہ ریستوران فار سیل نہیں ہے۔ آپ کہیں اور جا کے ونڈو شاپنگ کریں' سر۔" مسکرا کے سرد لہجے میں کہا اور واپس اپنی میز کی طرف چلی گئی۔ اپنا لیپ ٹاپ کھولا تو دھوپ سے چمکتی اسکرین میں اپنا چہرہ دکھائی دیا جس پہ زمانے بھر کی خفگی تھی۔ اور اضطراب بھی۔

(اگر اس آدمی نے اوشن خرید لیا تو؟) وہ عدم توجہی سے کام کر رہی تھی۔ ذہن بہت سے مسئلوں میں الجھا تھا جب سلور بالوں والے آدمی کی میز سے آتی آوازوں نے اسے چونکایا۔

"اس ریستوران میں کیا برائی ہے؟" وہ اسی سپاٹ انداز میں پوچھ رہے تھے۔ ان کی میز پہ کوئی اور بھی آ کے بیٹھ چکا تھا۔

"مجھے یہاں کام نہیں کرنا۔" جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "اور مجھے تم لوگوں کے مشورے بھی نہیں چاہئیں۔ مجھے معلوم ہے مجھے کیا کرنا ہے۔ اور کہاں کرنا ہے۔" کہاں پہ زور دے کر بولا۔

"اس ریستوران میں کیا برائی ہے؟" انہوں نے تحمل سے سوال دہرایا۔ کشمالہ مبین کے ماتھے پہ بل پڑے۔ کان کھڑے ہو گئے۔ اس کے ریستوران میں کیا برائی تھی؟ ذرا وہ بھی تو سنے۔

www.zemtime.com

"تم دونوں روبوٹس جان بوجھ کے میرے ساتھ یہ کر رہے ہو۔ تم لوگ میرے اوپر بھروسا ہی نہیں کرتے۔ تمہیں لگتا ہے کہ میں پیسے ڈبو دوں گا۔"

"مجھے لگتا نہیں ہے۔ یقین ہے۔"

مالا نے گردن ترچھی کر کے دیکھا۔

اس کے سامنے ایک نوجوان بیٹھا تھا جس کے گھنگھریالے بال پونی میں بندھے تھے۔ کان میں بالی۔ کلائیوں میں بہت سے بینڈز' انگلیوں میں سلور انگوٹھیاں۔ گھٹنوں سے پھٹی جینز اور اوپر جیکٹ۔ یہاں سے اس کا نیم رخ دکھائی دیتا تھا۔

(ہوں۔ درست لگتا ہے۔) اس نے گردن واپس موڑی اور لیپ ٹاپ پہ جھکی۔

"یار پلیز میری بات سمجھو۔ مجھے تمہارے ساتھ ہر روز ایک نئے ریستوران کا دورہ نہیں کرنا۔ مجھے کچھ اور بنانا ہے۔"

"کیا؟"

"بیکری۔ ایک بوتیک بیکری۔"

"بیکری کا کیا فائدہ؟" انہوں نے ناک سے مکھی اڑائی۔ وہ نا چاہتے ہوئے بھی ان کی گفتگو سنتے ہوئے ٹائپ کر رہی تھی۔

"کیونکہ بیکری میں کیکس بنتے ہیں اور کیک کے گرد ساری دنیا گھومتی ہے۔ کیکس خاندان کو جوڑتے ہیں۔ یہ اپنے آگے پیچھے ہر ایک کو اکٹھا کر لیتے ہیں۔ یہ ہر تہوار' ہر موقعے کی ضرورت ہیں۔ مجھے کیکس بنانے ہیں' یار۔ مجھے کیکس بنانے دو۔"

"بیکری۔" اس نے چونک کے سر اٹھایا۔ ایک خیال ذہن کے پردے پہ لہرایا۔ پھر اس نے جلدی سے لیپ ٹاپ اٹھایا اور پچھلی گلی کی طرف بڑھ گئی جہاں سے ایک بیرونی زینہ اوپر آفس تک جاتا تھا۔

آفس ٹیبل پہ ایک سرمئی رنگ کا باکس رکھا تھا جس میں اس کی تمام چیزیں پوری آ چکی تھیں۔ ننھا سا پودا سب سے اوپر رکھا تھا۔

اس نے ایک لفافے میں بند استعفیٰ پودے کے ساتھ رکھا اور مسکرا کے گہرا سانس لیا۔ اسے معلوم تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

☆☆☆

شمس ائیر فونز کانوں میں لگائے' سڑک کنارے چلتا جا رہا تھا۔ چہرے پہ جھنجلاہٹ تھی اور سردی سے ناک سرخ پڑ رہی تھی۔ دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں کے اندر تھے۔

"ایک سال سے انتظار کر رہا ہوں' سرکار۔ اور کتنا انتظار کروں؟"

دوسری طرف نگینہ بیگم کی ہنسی گونجی۔

"تمہارا لالچ اور بے صبری۔ چچ۔"

"اس نے مجھے کمپنی میں گھسنے تک نہیں دیا۔ اس کی آفر نہ مانتا تو بیوی کے سامنے برا بنتا۔" وہ بری طرح سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

"تم اس کمپنی میں ضرور گھسو گے اور ایک دن اس کے مالک بنو گے۔ طاقت ور عمل شروع ہونے میں وقت لیتا ہے۔"

"ایک سال سے آپ وقت ہی لے رہی ہیں۔ عمل کب شروع ہوگا؟"

"عمل تو شروع ہو چکا۔ کیا تم نے وہ پتھر کا گھوڑا اس کے آفس میں رکھ دیا تھا۔"

"جی۔ ایسی جگہ پہ رکھا ہے کہ دن میں کئی دفعہ اس کی نگاہ پڑے۔" وہ قدرے ٹھنڈا ہوا۔ "لیکن اس سے کیا ہوگا؟ میری بھیجی گئی کھانے کی چیزیں وہ کبھی نہیں کھاتا کہ میں نے زہر نہ ملا دیا ہو۔"

"سارے جادو کھانے کی چیزوں میں نہیں ہوتے۔ اصل جادو آنکھ سے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔"

وہ کہہ رہی تھیں اور وہ ٹھہر کے پوری عقیدت سے سن رہا تھا۔

☆☆☆

(اصل جادو آنکھ سے جسم میں داخل ہوتے ہیں۔)

کانفرنس روم کی دیوار پہ لگی بڑی اسکرین اس وقت روشن تھی۔ اس پہ کچھ اسکیچ ابھر رہے تھے۔ طویل

www.zemtime.com

میز کے گرد قطاروں میں لگی کرسیوں پہ بیٹھے افراد انہماک سے ان کو دیکھ رہے تھے۔ کچھ نوٹس لے رہے تھے۔ کچھ محض سر ہلاتے ہوئے ماہر کو سن رہے تھے۔

وہ سربراہی کرسی پہ بیٹھا' جھک کے ایک پین سے اسکرین پہ لکیریں کھینچ رہا تھا۔ اس کی اسکرین کا عکس دیوار پہ لگی ایل ای ڈی میں بڑا ہو کے دکھائی دے رہا تھا۔

اور یہ اسی وقت تھا جب اس کو اپنی گردن پہ کسی شے کی موجودگی کا احساس ہوا۔

جیسے کچھ رینگ رہا ہو۔

(نظر میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ آنکھ روح کا دروازہ ہوتی ہے۔ یہ جو دیکھتی ہے' اس کو روح میں اتار لیتی ہے۔)

ماہر کا ہاتھ تیزی سے گردن کے پیچھے گیا۔ کوئی کیڑا تھا شاید۔ وہ بات روک کے ایک دم اسے جھاڑنے لگا۔ وہ ہاتھ میں نہیں آرہا تھا۔ اس نے گردن دائیں جانب موڑی۔ ایک بچھو سفید شرٹ کے کالر پہ چلتا ہوا کندھے تک رینگ رہا تھا۔ وہ تیزی سے کھڑا ہوا اور زور سے کندھا جھاڑنے لگا۔ وہ اتر کے ہی نہیں دے رہا تھا۔ دفعتاً وہ کہنی تک گیا اور پھر غائب ہو گیا۔

"سر' آپ ٹھیک ہیں؟" آواز پہ وہ چونکا۔ کانفرنس روم میں بیٹھے افراد تحیر سے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ ایک دم سنبھلا۔

"کوئی چیز چبھ رہی تھی۔ اینی وے....." اس نے سلسلہ وہیں سے جوڑتے ہوئے گرافک ٹیبلیٹ پہ نظریں جھکائیں۔

شاید اس کا وہم تھا۔

(وہ ہر روز دن میں کئی دفعہ اس سحر زدہ مجسمے پہ نظر ڈالے گا۔ ہر نظر جادو کو اس کے جسم میں اتارتی جائے گی۔)

وہ کافی شاپ کی قطار میں کھڑا تھا۔ ایک ہاتھ میں رول ہوا اخبار تھامے' کوٹ میں ملبوس' آفس کے لیے تیار۔ بار بار کلائی کی گھڑی دیکھتا۔ وہ ذہن میں وہ ان تمام پوائنٹس کو دہرا رہا تھا جو ابھی آفس پہنچتے ہی اس نے پہلی میٹنگ میں اپنی ٹیم کے سامنے رکھنے تھے۔

دفعتاً کسی نے اسے پکارا۔

"ماہر....."

وہ چونک کے مڑا۔ دائیں بائیں دیکھا۔

وہاں کوئی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ اس نے سر جھٹکا۔

آواز پھر سے سنائی دی۔

"ماہر....."

(جادو اس کے جسم میں اس حد تک داخل ہو جائے گا کہ اسے وہ نظر آنے لگے گا جو موجود نہ ہو۔ وہ سنائی دے گا جو کسی نے کہا نہ ہو۔)

"ماہر....." یہ ایک بھاری مردانہ آواز تھی۔ وہ تیزی سے پلٹا۔ حیران نگاہیں اطراف میں دوڑائیں۔

کافی شاپ میں لوگ آجا رہے تھے۔ گلاس ڈور کے باہر اسٹریٹ دکھائی دے رہی تھی۔ وہاں کوئی کھڑا دروازے سے چہرہ نکالے اندر جھانک رہا تھا۔ ایک چھوٹے قد کا بچہ جس کا سر گنجا اور چہرہ سیاہ تھا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں اور وہ مسکرا رہا تھا۔

"آپ کی باری آگئی ہے۔" کسی نے اس کے کندھے پہ دستک دی تو وہ چونکا۔ اس سے اگلا کسٹمر اپنی کافی لیے جا چکا تھا اور باریستا منتظر سی اس کو دیکھ رہی تھی۔ ماہر نے بے اختیار پلٹ کے دیکھا۔

گلاس ڈور کے پار اب کوئی نہیں تھا۔

("اور اس سب سے کیا ہوگا؟")

"اس کو بہت ناز ہے نا کہ سب اس کا اعتبار کرتے ہیں۔ اب حالات بدل جائیں گے۔ کیونکہ سب سے پہلے اس کا خود اپنے اوپر سے اعتبار ختم ہوگا۔)

وہ اپنے بیڈروم میں سنگھار میز کے سامنے کھڑا ٹائی باندھ رہا تھا۔ دفعتاً تھوڑی اونچی کر کے دیکھا۔ شیو کے دوران گردن پہ کٹ لگ گیا تھا۔ ننھا سا کٹ۔ اس نے اس پہ انگلی رکھی۔ خون کا ایک قطرہ انگلی کے پورے کو چھو گیا۔ ماہر نے افسوس سے سر جھٹکا۔ اور سیدھا باتھ روم تک آیا۔ سنک کے نیچے

www.zemtime.com

ہاتھ کیے۔ پانی کی دھار انگلی پہ پڑی اور ایک دم وہ دھار شفاف پانی کی بجائے خون میں بدلتی گئی۔ سارا سنک سرخ خون سے بھر گیا۔

(پہلے وہ اس سب کو نظر انداز کرے گا۔ لیکن اس کے بعد وہ خوف میں مبتلا ہونے لگے گا۔ اور خوف ہمارا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔)

وہ جھٹکے سے پیچھے ہوا۔ خوف سے سامنے لگے آئینے میں دیکھا۔ اس کی گردن اور کالر پہ بے تحاشا خون لگا تھا۔ ساتھ ہی گردن میں زور کی تکلیف اٹھی۔ جیسے کوئی گہرا گھاؤ ہو۔ وہ تیزی سے آگے آیا اور نل کھول کے جلدی جلدی پانی چہرے پہ ڈالنے لگا۔ پھر نگاہ اٹھائی۔

آئینے میں اس کا عکس صاف تھا۔ کوئی خون، کوئی نشان نہ تھا۔ بس پانی سے اس کا چہرہ اور گریبان بھیگا ہوا تھا۔

اس کی رنگت سفید پڑنے لگی۔ دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ گردن کا درد اب ختم ہو چکا تھا۔

(خوف سحر کو پختہ کرتا ہے۔ جو جتنا ڈرتا ہے اس پہ اتنی جلدی جادو اثر کرتا ہے۔)

یہ چھٹی کے دن کی ایک خوبصورت صبح تھی۔ وہ کلب کے لاؤنج میں صوفوں پہ بیٹھا تھا۔ گھٹنے پہ ایک کتاب رکھی تھی اور دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں سگار دبا تھا۔ وہ اسموکنگ زون تھا اور آس پاس بہت سے لوگ اسموکنگ کر رہے تھے۔ وہ انہماک سے مطالعے میں مصروف تھا جب ورق کے کونے پہ ننھی سیاہ ٹانگیں دکھائی دیں۔ پھر ایک بچھو رینگتا ہوا اوپر آیا۔ وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا۔ کتاب جھاڑی۔ اپنے کپڑے جھاڑے۔

اب بچھو کہیں نہیں تھا۔ اس کا سانس پھولنے لگا۔ انگلیاں کپکپانے لگیں۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا۔ لوگ اس کی طرف متوجہ تھے۔ اس نے کتاب رکھ دی۔ کسی سے نگاہ ملائے بغیر وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

(تم اس کمپنی میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے، شمس، جب تک وہ اس کا مالک ہے۔ ہمیں اسے وہاں سے نکالنا ہوگا۔)

عمارت کا اکثر حصہ تاریکی میں ڈوبا تھا۔ وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔ ورک ٹیبل پہ اپنے سامنے ایک ماڈل سجائے، وہ بہت دھیان سے اس کے ٹکڑے جوڑ رہا تھا جب دروازے کے چرچرانے کی آواز آئی۔ اس نے چونک کے رخ موڑا۔

آفس کا دروازہ دھیرے سے کھلا تھا اور کھلتا چلا گیا۔

"کون ہے؟" اس نے پکارا۔ آواز میں چوکنا پن بھی تھا اور خوف بھی۔

دروازہ دھیرے سے واپس بند ہو گیا۔ وہ تیزی سے اٹھا اور جا کے دروازہ کھولا۔ انگلیوں میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی۔

باہر مین ہال میں اکا دکا بتیاں جل رہی تھیں۔ سب جا چکے تھے۔

وہ واپس اپنی میز تک آیا اور اسکرین روشن کی۔ پھر سی سی ٹی وی کیمروں کی ونڈو کھولی۔ وہاں اس کے آفس کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے چند منٹ پہلے کی فوٹیج ریوائنڈ کی۔

اس کا رواں رواں آنکھ بن کے اسکرین کی طرف متوجہ تھا۔ وہ بالآخر دیکھ لے گا کہ کون اسے یوں ڈرا رہا تھا۔ یقیناً یہ کوئی انسان ہے جو اس کو تنگ کر رہا ہے۔

فوٹیج میں ماہر فرید کام کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ یکدم اس نے دیکھا کہ وہ اٹھا ہے، جا کے دروازہ کھول کے باہر جھانکا ہے اور واپس میز تک آیا ہے۔

وہ سن رہ گیا۔ ششدر۔ ساکت۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس نے خود دیکھا تھا۔ دروازہ کسی نے کھولا تھا۔ آواز آئی تھی۔ لیکن کیمرے جھوٹ نہیں بولتے۔ کیمرے کہہ رہے تھے کہ دروازہ بند ہی تھا۔ اسے وہم ہوا تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا ہو رہا تھا اس کے

www.zemtime.com

ساتھ؟" اس نے اپنا سر ہاتھوں میں گرالیا۔
بک شیلف پہ رکھا سیاہ گھوڑے کی شکل کا بک ہولڈر خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔
(اور جو انسان خود پہ بھروسہ کرنا چھوڑ دے اس پہ کوئی دوسرا بھروسہ نہیں کرتا۔"
نگینہ بیگم نے مسکرا کے وقفہ دیا۔
"ہلال کیسی ہے؟"
سڑک کنارے چلتے شمس کا سانس رک سا گیا۔ اس نے تھوک نگلا۔
"مجھ سے ہلال کے بارے نہ پوچھا کریں سرکار۔" اس نے تلخی سے بات کاٹی۔ جواب میں ہلکی سی ہنسی گونجی۔ اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شمس کا چہرہ اب کے سفید پڑ رہا تھا۔)

☆☆☆

ظہیر اپنے آفس میں بیٹھا بہت سے کاموں میں الجھا ہوا تھا جب اس نے دھپ سے کچھ میز پہ رکھا۔ آواز سے وہ ایک دم چونکا۔ پرنٹ آؤٹس ہاتھ سے گر گئے۔ سر اٹھایا تو وہ سامنے کھڑی اس کو شکایتی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔
ظہیر نے پہلے تعجب سے اس کے تاثرات دیکھے اور پھر میز پہ رکھے باکس کو۔ چند فائلز' فریمز' ایک پودا اور سب سے اوپر ایک لفافہ جس پر جلی حروف میں استعفیٰ لکھا تھا۔
"یہ سب کیا ہے' مالا؟"
"میں استعفیٰ دینا چاہتی ہوں۔"
"کیا؟" وہ حیران ہوا۔ پرنٹ آؤٹ سمیٹ کے پرے رکھے اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
"تم اوشن کو بیچ رہے ہو؟" وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
"تمہیں کس نے کہا؟"
"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ کیا تم اوشن کو بیچ رہے ہو؟" اس نے دبی دبی آواز میں سوال تلخی سے دہرایا۔ کٹے ہوئے بالوں میں چھپی پیشانی پہ بل وہ دیکھ سکتا تھا۔
"میں اوشن کو کیوں بیچوں گا؟"
"یہ بھی میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔"
ظہیر نے گہری سانس لی۔ پیچھے ہو کے بیٹھا اور کندھے اچکائے۔
"نہیں۔ ایک آدمی خریدنا چاہتا تھا لیکن پیچھے ہٹ گیا۔"
"یعنی تم اس کو بیچنے کے لیے تیار تھے؟"
"مجھے ڈیڈی کو پیسے لوٹانے ہیں اور اوشن اب تک نقصان میں جا رہا ہے۔ ہمیں کچھ ریٹرن نہیں آ رہا۔" اس نے شیو کھجائی اور بات شروع کی۔
"لیکن میں اس کو نہیں بیچ رہا۔"
"کیونکہ تمہارے پاس کوئی آفر نہیں ہے۔ آفر ہوتی تو بیچ دیتے۔ مگر یہ سوچا ہے کہ میں کہاں جاؤں گی؟ میں نے اس ریسٹوران کو ایک سال دیا ہے۔"
"اور وہ سال ضائع گیا ہے۔ ہم چاہیں تو ابھی بھی اس فیز سے نکل سکتے ہیں۔ میں کچھ بونس دے کر سب کو فارغ کر سکتا ہوں۔" وہ جیسے اب تھک چکا تھا۔ "مزید وقت ضائع کرنے سے بہتر نہیں ہے کہ ہم اس سے نکل جائیں؟"
"اگر تم نے اوشن کو بیچنا ہے تو ابھی فیصلہ کرو۔ میں استعفیٰ دے دیتی ہوں۔" اس نے لفافہ باکس سے نکال کے سامنے رکھا۔
"ابھی فوراً تو نہیں....." وہ گڑبڑا گیا۔ پھر لہجہ بدلا۔ "دیکھو ہم کچھ عرصہ اس کو چلا کے دیکھ لیتے ہیں۔ اگر....."
"نہیں ظہیر۔ میں اپنا کیریئر مفروضوں پہ نہیں بنا سکتی۔ میرا ایک سال پہلے ہی ضائع ہو چکا ہے۔ تم میرا استعفیٰ قبول کر کے میرا مزید وقت ضائع نہ کرواؤ۔ یا پھر تم اوشن کو بیچنے کا خیال ذہن سے نکال دو اور مجھے اس کو چلانے دو۔"
ظہیر نے ایک نظر اس کے باکس کو دیکھا۔
"کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کہ اوشن کامیاب ہوگا؟"
"اوشن ضرور کامیاب ہوگا اگر تم اس کو وقت

www.zemtime.com

دو۔ ہر بزنس کو سیٹ ہونے میں وقت لگتا ہے۔" اس کا لہجہ نرم ہو گیا۔ "اگر اس وقت تم اس کو بیچ دیتے ہو تو سمجھو ہمارا ایک سال ضائع گیا۔ میں اپنا سال ضائع نہیں ہونے دوں گی۔ میں اس کو کامیاب بناؤں گی۔ لیکن تم مجھ سے پوچھے بغیر اس کو نہیں بیچو گے۔"

"نہیں بیچوں گا یار۔ تمہیں مجھ پہ اعتبار نہیں ہے۔" ظہیر نے آواز نرم کر کے بہت اپنائیت سے اسے دیکھا۔ "ہم لوگ اب تک ایک فیملی کی طرح کام کرتے آئے ہیں۔ میں کیوں تمہیں بتائے بغیر ریسٹوران بیچوں گا؟ ہرگز نہیں۔ کانٹرکٹ سائن کروالو بے شک۔ لیکن کاغذ کی وہ حیثیت نہیں ہے جو میرے الفاظ کی ہے۔"

"کانٹرکٹ کرنا ہوتا تو کر چکے ہوتے۔" اس کا لہجہ شکایتی تھا البتہ پیشانی کے بل نرم پڑ چکے تھے۔ "فی الحال مجھ پہ بھروسہ کر کے دیکھو۔ مجھے ایک سال دو۔ میں نہ صرف اس ریسٹوران کو کامیاب کر کے دکھاؤں گی بلکہ ہم ایک سال بعد توسیع کر رہے ہوں گے۔"

"توسیع؟" ظہیر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیسے؟"

"بیکری سے۔ ہم ریسٹوران میں ایک بوتیک بیکری کا اضافہ کریں گے۔ کیونکہ کیکس خاندانوں کو جوڑتے ہیں۔ لوگوں کو اپنے گرد اکٹھا کر لیتے ہیں۔"

"بہت دلچسپ۔" وہ مسکرایا۔

"میں اپنا استعفیٰ واپس لے رہی ہوں لیکن اس وعدے پہ کہ تم اوشن کو نہیں بیچو گے اور مجھے ایک نئے بزنس پلان پہ کام کرنے دو گے۔ اگلے سال ہم بیکری بنائیں گے۔"

"میم یہ باکس پھینک دوں؟" صاعقہ اس کی چیزیں واپس میز پہ سیٹ کر چکی تو خالی باکس کو دیکھ کے سوال پوچھا۔ وہ اپنی کرسی پہ بیٹھی کسی سوچ میں گم دکھائی دیتی تھی۔

"نہیں۔ اس کو میری کیبنٹ میں رکھ دو۔"

"اب تو آپ استعفیٰ نہیں دے رہیں۔ اب اس کی کیا ضرورت؟" وہ حیران ہوئی۔

مالا نے ایک خاموش نظر اس پہ ڈالی۔ سرمئی باکس بھی اس کو خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

"ہونا چاہیے۔ باکس ہمیشہ ساتھ ہونا چاہیے۔" وہ زیرلب بڑبڑائی۔ یہ وہ لمحہ تھا جب کشمالہ مبین کو احساس ہو چکا تھا کہ ایک دن ظہیر اس کو بتائے بغیر اوشن بیچ دے گا اور اسے اپنا سامان اسی باکس میں ڈال کے یہ جاب چھوڑنی پڑے گی۔

☆☆☆

لونگ روم کے وسط میں رکھی سینٹر ٹیبل پہ وہی کینڈل رکھی تھی جو اس روز ماہر نے اسے دی تھی۔ ہلال کہنیاں میز پہ بچھائے خفگی سے اس کینڈل کو دیکھ رہی تھی۔ شمس پیچھے صوفے پہ براجمان مسکراتے ہوئے موبائل پہ لگا تھا۔ دفعتاً اس نے سر اٹھایا اور محظوظ سے انداز میں رابیل کو مخاطب کیا جو اسی وقت کچن سے کافی کا مگ اٹھائے آتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"ماہر آج کل کچھ اپ سیٹ لگ رہا ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم؟"

"ہلال کو آج اس کے آفس سے لینے گیا تو دیکھا۔ چڑچڑا سا۔ جیسے خوف زدہ ہو۔" اس نے مسکراہٹ دبا کے بظاہر چہرے پہ حیرت طاری کر لی۔

"کام کا اسٹریس ہوگا شاید۔" رابیل کے چہرے پہ ابھرنے والی حیرت اصلی تھی۔ اور پھر وہ فکرمندی میں بدل گئی۔

"میں اس سے ملنے جاؤں گی۔"

"تمہیں بتائے گا وہ؟ ہونہہ۔" شمس ہلکے سے ہنسا اور اٹھ گیا۔ اس کے انداز میں استہزاء تھا۔ رابیل چپ ہو گئیں۔ سر جھکا لیا۔ پھر ایک دم چونکیں۔ ہلال مڑ کے انہیں دیکھ رہی تھی۔ اس کے گھنگھریالے بال کمر پہ پھیلے تھے۔ اور آنکھوں میں اچنبھا تھا۔

"ماہر بھائی کو کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔ دکھاؤ یہ کیا ہے؟" انہوں نے جلدی سے مسکرا کے تاثرات تبدیل کیے۔ ہلال کا چہرہ قدرے بجھ گیا۔

www.zemtime.com

"ماہر بھائی ہمیشہ مجھے کینڈل گفٹ کرتا ہے۔ مجھے نہیں چاہیے ہیں اتنی ساری کینڈلز۔" وہ خفا خفا سی تھی۔ رابیل مسکرادیں۔

"پھر تمہیں کیا چاہیے؟"

ہلال کی آنکھوں میں ایک چمک سی عود آئی۔

"نیل پالشز۔ ڈولز۔ چاکلیٹس۔ یونی کورن۔ لاکٹ۔ رنگز۔ بینگلز۔" وہ ایک ہی سانس میں انگلیوں پہ گنتی جارہی تھی اور وہ مسکراہٹ دبائے اسے دیکھے گئیں۔

"لیکن ماہر بھائی مجھے صرف کینڈلز دیتا ہے۔ میں کیا کروں ان کا؟"

"مجھے دکھاؤ۔" انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور مگ پرے رکھ دیا۔ ہلال نے بجھے دل کے ساتھ کینڈل ان کی طرف بڑھائی۔

انہوں نے ڈھکن کھولا تو موم کی خوشبو بنا چاپ کے باہر نکلی اور پھیلتی چلی گئی۔

رابیل نے ایک نظر اسے دیکھا اور دوسری نظر جار میں جمی موم کو جس کے اندر تین سیاہ دھاگے فاصلے فاصلے پہ لگے تھے۔

"کیا تم اب تک نہیں سمجھی ہو کہ وہ تمہیں صرف کینڈلز کیوں دیتا ہے؟"

ہلال کی آنکھیں ایک دم چمکیں۔ اس نے چونک کے ان کو دیکھا۔

"اوہ....." اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلنے لگے۔

☆☆☆

حالیہ دن۔

زیاد کے والدین کا لاہور میں واقع گھر قدرے پرانے طرز پر بنا بنگلہ تھا جس کو مرمت وغیرہ کروا کے کافی حد تک مین ٹین رکھا گیا تھا۔ وہ کار سے باہر نکلی اور ایک نظر اس بنگلے پہ ڈالی تو ایک عجیب پراسراریت کا احساس ہوا۔ کچھ تھا وہاں جو عام گھروں سے مختلف تھا۔

نگینہ بیگم نے اسے بہت محبت سے گھر بلایا تھا۔ زیاد اسلام آباد گیا ہوا تھا اور وہ چاہتی تھیں کہ مالا ان کے ساتھ تھوڑی ہیلپ کروادے۔ نگینہ آنٹی ویسے بھی اتنی شفیق اور محبت کرنے والی تھیں کہ وہ ان کو ناں نہیں کہہ سکتی تھی گو کہ زیاد سے اس کی بول چال بند تھی۔

اس گھر میں عجیب سی خاموشی تھی۔ پرندوں کی آوازیں تک نہ تھیں۔ وہ پہلے ایک ہی دفعہ یہاں آئی تھی وہ بھی باہر ہی سے چلی گئی تھی۔ پہلی بار اندر آرہی تھی۔ کچھ عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

لان خاموشی میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہاں درخت نہیں تھے نہ پودے۔ اس نے غور کیا تو احساس ہوا کہ گھاس بھی مصنوعی تھا۔ کوئی گملہ تک نہ تھا۔ صرف ایک درخت تھا جو سوکھ گیا تھا۔ جیسے کچھ تھا فضا میں جو اسے پھلنے پھولنے نہیں دیتا تھا۔

ظاہر ہے۔ وہ لوگ دبئی چلے جاتے ہیں۔ نگینہ بیگم مہینے میں ایک چکر لگاتی ہیں۔ ایسے میں پودوں کا خیال کون رکھے گا۔ بات سمجھ میں آنے والی تھی۔

اس نے لکڑی کے مین ڈور پہ ہاتھ رکھا ہی تھا کہ وہ ایک دم کھل گیا۔ وہ ڈر کے دو قدم پیچھے ہٹی۔

سامنے سیاہ فام سی بنگالی ملازمہ کھڑی تھی۔ اس کی گھورتی ہوئی نظریں اس کے وجود کے آر پار ہوئیں۔

"بی بی آپ کی منتظر ہیں۔" وہ اس کو عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ کچھ تھا اس کی نظروں میں جو کشمالہ مبین کو غیر آرام دہ کرنے لگا۔ البتہ وہ عادتاً مسکرادی۔

اندر آئی تو دیکھا لاؤنج میں تاریکی سی تھی۔ بتیاں بہت مدھم تھیں۔ اور کھڑکیوں کے آگے بھاری پردے تھے جنہوں نے روشنی کا راستہ روک رکھا تھا۔ نگینہ آنٹی لاؤنج کے تخت پہ بیٹھی تھیں۔ بیمار، نحیف۔ ہمیشہ کی طرح باوقار سا سفید لباس پہنے۔ سر پہ سفید شال اوڑھے۔ ان کے قریب ہیٹر جل رہا تھا۔ شاید انورٹر بھی آن تھا کیونکہ وہ گھر اندر سے بہت گرم تھا۔ جیسے دہک رہا ہو۔

"مجھے بہت خوشی ہوئی کہ میری بیٹی میرے گھر آئی ہے۔" وہ بدقت اٹھ کے اس سے ملیں۔ وہ مسکرا دی اور ان کے پاس وہیں تخت پہ بیٹھ گئی۔ پھر دائیں

www.zemtime.com

بائیں دیکھا۔

"آپ نے لائٹس نہیں جلا رکھیں۔" آج باہر دھند نہیں تھی۔ میٹھی سی دھوپ نکلی تھی۔ لیکن اس گھر کے اندر نیم تاریک سا ماحول تھا۔ اندھیرا اور گرمائش۔

"جلا رکھی ہیں۔ مجھے ایسے ہی پسند ہے۔" وہ گاؤ تکیے کے سہارے بیٹھے بیٹھے مسکرائیں۔ وہ بھی مسکرادی۔ البتہ کچھ تھا جو اسے غیر آرام دہ کر گیا تھا۔ شاید اسے ماں کی طرح روشنی کی عادت تھی۔ گھروں کو روشن اور ہوادار رکھنا۔ کھڑکیاں کھولنا۔ اور پودے۔ وہ چونکی۔ یہاں اندر بھی پودے نہیں تھے۔ اچھا خیر۔ اسے کیا۔

"زیاد سے بات ہوئی۔ اسے بتایا کہ آج کشمالہ آرہی ہے تو اندازہ ہوا کہ اسے معلوم نہیں۔" انہوں نے نرمی سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "کیا کوئی لڑائی ہوئی ہے تم دونوں کی؟"

"نہیں تو۔" وہ سنبھل کے مسکرائی۔ ہر نئے کپل کی طرح یہ اس کا ڈیفنس میکنزم تھا۔ کوئی دوسرا نہ جان پائے کہ دونوں کے درمیان کیا چل رہا ہے۔

"اس نے بھی یہی کہا۔" وہ دھیرے سے مسکرائیں۔ پھر اس کے دونوں ہاتھ اپنے بوڑھے ہاتھوں میں تھامے۔ کشمالہ نے ان کے ہاتھوں کو دیکھا۔ انہوں نے چاندی کی انگوٹھی پہن رکھی تھی جو پلین تھی۔ سادہ۔ بالکل سادہ۔

"زیاد کو سبرینہ... اس کی پہلی منگیتر..... کی موت نے بہت ڈپریسڈ کر دیا تھا۔ اس کا تو جیسے دل ہی ٹوٹ گیا۔ بہت عرصے بعد وہ سنبھلا ہے اور زندگی کی طرف واپس آیا ہے۔ وہ بھی تمہاری وجہ سے 'کشمالہ۔" وہ اسے دیکھتے ہوئے بہت اپنائیت سے کہہ رہی تھیں۔ مالا نے سنتے ہوئے سر ہلایا۔ اسے احساس ہوا کہ اندرانی نامی ملازمہ تخت کے کنارے پہ آکھڑی ہوئی ہے اور اسے گھور رہی ہے۔

"صرف تمہاری وجہ سے اس کی زندگی کی رونق واپس آئی ہے۔ محبت یہ ہوتی ہے۔ جو ٹوٹے دل کو جوڑ دے۔ ایک اچھی عورت اپنی محبت سے اپنے شوہر کے دل کو جوڑ سکتی ہے۔ اس کو اس کے سب مسئلوں سے نکال سکتی ہے۔ اپنی محبت سے اس کی ذات کی ہر کمی کو پورا کر سکتی ہے۔"

اس نے پھر سر اثبات میں ہلا دیا۔ اس کا ہاتھ ابھی تک ان کے ہاتھوں میں تھا۔

"زیاد کی بھی کچھ بری عادات ہیں۔ غصے کا تیز ہے۔ کبھی کبھی تلخ ہو جاتا ہے لیکن دل کا بہت اچھا ہے۔ لیکن تم دیکھنا۔ شادی ہوتے ہی وہ اپنی اس کمی پہ بھی قابو پالے گا۔ سمجھ دار عورت بہت صبر سے اپنے شوہر کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔"

کچھ غیر آرام دہ سا اندر سر اٹھانے لگا۔ اس نے لب کھولے۔ الفاظ ذہن میں جمع ہوئے۔ کیا عورت یہ سب کر سکتی ہے؟ کیا وہ کوئی بری عادات کے چھڑوانے کا اسکول ہے؟ لیکن وہ کہے جا رہی تھیں۔

"شروع شروع میں لڑکیوں کو ذرا صبر کرنا پڑتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے مسئلوں کو اگنور کرنا پڑتا ہے اور پھر آگے بڑے بڑے سکھ مقدر کا حصہ بنتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تم بھی اپنی سمجھ داری سے زیاد کو ہینڈل کر لو گی۔"

اس کے سارے اعتراض دم توڑ گئے۔ وہ درست کہہ رہی تھیں۔ عورت کو ہی گھر بنانا ہوتا ہے۔ عورت کو ہی گھر کو سنبھالنا ہوتا ہے۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا اور نرمی سے مسکرائی۔

"میں سمجھ گئی ہوں۔" ذہن نے ایک ریمائنڈر اپنے اندر محفوظ کیا۔ آج وہ زیاد کے میسج کا جواب دے گی۔ اسے اب ناراضی ختم کر دینی چاہیے۔

اندرانی ابھی تک وہیں کھڑی اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"میرے ساتھ اس کے کچھ ڈاکومنٹس سنبھال دو۔ اندرانی کی سمجھ میں نہیں آتے۔ میرے اندر اتنی ہمت نہیں ہے۔ جو چیز فالتو ہے اسے ہم پھینک دیں گے۔ اور کام کی چیز رکھ لیں گے۔"

بنگالی ملازمہ نے سہارا دے کر انہیں وہیل چیئر

www.zemtime.com

پہ بٹھایا اور وہ دونوں اب ایک لائبریری نما کمرے میں آ گئے۔ یہ زیاد سلطان کا اسٹڈی روم تھا۔ کتابوں کے دیوار گیر شیلف۔ فائلز کے ڈھیر۔

"زیاد دبئی میں اکیلا رہتا ہے۔ لیکن شادی کے بعد تم دونوں ہمارے ساتھ رہو گے۔ تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟" بنگالی عورت خاموشی سے اس کو کاغذات پکڑا رہی تھی جنہیں وہ الگ الگ کیے جا رہی تھی جب نگینہ بیگم نے ایک دم سوال کیا۔

"ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمیں تو آپ کے ساتھ ہی رہنا چاہیے۔ ورنہ آپ کا خیال کون رکھے گا۔" اس نے مسکراتے ہوئے ایک فائل کو کھول کے سرسری سا دیکھا۔ "یہ کام کی ہے۔ پلاٹ کے کاغذات ہیں۔ اس کو اس طرف رکھ دیں بوا۔"

بنگالی عورت نے ایک خاموش گھورتی نظر اس پہ ڈالی اور فائل ایک ڈھیر میں رکھ دی۔ پھر اس نے ایک دوسری فائل اسے تھمائی۔ اور ایک نگینہ بیگم کو۔

"زیاد کو اکثر ڈاکومنٹس کا مسئلہ ہوتا رہتا ہے۔ میں چاہتی ہوں وہ تمام اہم ڈاکومنٹس اپنے ساتھ دبئی لے جائے۔ اب میری صحت ایسی نہیں رہی کہ بار بار پاکستان آ سکوں۔" وہ کپکپاتے ہاتھوں سے ایک فائل کھولے اب عینک سے پڑھ رہی تھیں۔

وہ جواب میں کچھ کہنے لگی۔ تب ہی ایک دم رکی۔ جس فائل کو اس نے اب کھولا تھا اس کے اندر چند کاغذات لگے تھے۔ سب سے اوپر ایک تصویر تھی۔ کسی لڑکی کی جس نے بالوں کی اونچی پونی باندھ رکھی تھی۔ اور اس کی آنکھ کے نیچے تل کا نشان تھا۔

اس نے دو انگلیوں سے تصویر نکال کے پلٹی۔

سبرینہ۔

اس کے اعصاب تن گئے۔ ایک ناپسندیدہ سا احساس اپنی لپیٹ میں لینے لگا۔

"یہ فائل کہاں سے آ گئی؟" نگینہ بیگم نے بہت حیرت سے اسے دیکھا۔ "میں تو سمجھی تھی کہ اسے عرصہ پہلے پھینک چکی ہوں۔" انہوں نے ماتھے کو چھوا۔ پھر کھانسیں۔ بنگالی عورت خاموشی سے مالا کو دیکھ رہی تھی جس کی نظریں فائل پہ جھکی تھیں۔

"یہ کس چیز کے کاغذات ہیں؟"

"یہ سبرینہ کی موت کے بعد اس کی فیملی نے ہمیں دیے تھے۔ دیکھ لو کوئی عدالتی کاغذ ہیں شاید۔" انہوں نے لاعلمی ظاہر کر دی۔

مالا کی نظریں کاغذ پہ دوڑ گئیں۔

وہ ایک انجنکشن آرڈر (دور رہنے کا عدالتی حکم نامہ) تھا جو سبرینہ کی بہن اور ماں باپ نے عدالت سے حاصل کیا تھا۔

ایک ماہر علی فرید کے خلاف۔

ساری دنیا گھم گئی۔ اس کی پلکیں ساکت تھیں۔

ان الفاظ کی سیاہی ان مٹ تھی۔

ساتھ ہی ایک این سولہ اے فارم کی کاپی بھی لگی تھی جسے پُر کر کے انہوں نے عدالت میں جمع کروا کے یہ حکم نامہ حاصل کیا تھا۔

"ماہر علی فرید۔" لب بڑبڑائے۔ اس نے چونک کے انہیں دیکھا۔

"سبرینہ کے والدین نے اس آدمی کے خلاف ان جنکشن لی تھی؟"

"ارے میں نے تمہیں بتایا تھا نا پہلے بھی۔ جب سبرینہ کی موت ہوئی تو....." انہوں نے عینک اتاری اور اسے فولڈ کرنے لگیں۔ "اس ایکسیڈنٹ میں ایک امیر بوڑھا بھی مارا گیا تھا۔ اس کا ایک نفسیاتی سا بیٹا تھا۔ کچھ عرصہ کسی نفسیاتی امراض کے ہسپتال میں بھی رہا تھا۔ اندرانی میری چائے لے آؤ۔" ساتھ ہی ملازمہ کو عام سے انداز میں اشارہ کیا۔

"صبح سے چائے نہیں پی۔ سر میں درد ہو رہا ہے۔" پھر اس کا چہرہ دیکھ کے ماتھے کو چھوا۔

"میں بھی دیکھو بات درمیان میں بھول جاتی ہوں۔ کیا کہہ رہی تھی میں؟"

وہ سانس روکے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"وہ جو نفسیاتی آدمی تھا نا..... پتا نہیں کیا نام تھا۔ خیر..... فائل میں درج ہوگا....."

www.zemtime.com

(ماہر علی فرید) اس کے لبوں نے بنا آواز کے حرکت کی۔

"وہ آدمی سبرینہ کے پیچھے پڑا تھا۔ کہتے ہیں ایکسیڈنٹ بھی اسی نے کروایا تھا اپنے سوتیلے باپ کو مارنے کے لیے۔ وہ کئی برس سے اپنے باپ کو قتل کرنے کی دھمکیاں بھی دیتا آیا تھا۔ سبرینہ کی موت کے بعد وہ اس کی فیملی کے پیچھے پڑ گیا۔ ان کا تعاقب کرتا۔ ان کو ہراس کرتا۔ وہ لوگ اس سے سخت خوفزدہ تھے۔ اس لیے عدالت چلے گئے۔ اور یوں عدالت نے اس کے خلاف نوٹس دیا۔ تب بھی اس نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ بالآخر انہوں نے ملک ہی چھوڑ دیا۔"

"زیاد..... زیاد کو معلوم ہے یہ؟" اس کی آواز ہلکی تھی اور نظریں اس آرڈر پہ جمی تھیں۔

"ہاں۔ لیکن میں نے زیاد کو خود ہی روک دیا ان لوگوں کے مسئلوں میں پڑنے سے۔ ہمیں سبرینہ عزیز تھی لیکن اس کی موت کے بعد میں تو ڈر گئی۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے اور ایسے نفسیاتی انسان کا بھروسا نہیں ہوتا۔ مجھے ڈر تھا کہ وہ میرے بیٹے کے پیچھے نہ پڑ جائے یا اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔"

"کس نے مارا تھا اس کے باپ کو؟ کیا کبھی معلوم ہو سکا؟"

"نہیں بیٹا! ہم نے اس کیس کے بارے میں خبر رکھنا چھوڑ دی تھی۔ اس فائل کو بھی پھینک دو کشمالہ، زیاد دیکھے گا تو اس کا دل برا ہوگا۔"

لیکن اس نے فائل نہیں پھینکی۔ آہستہ سے اسے گھٹنے کے قریب رکھ لیا۔ اس کا چہرہ بالکل سفید تھا اور آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔

(وہ سبرینہ کے پیچھے پڑا تھا۔ مجھے ڈر تھا کہ وہ میرے بیٹے کے پیچھے نہ پڑ جائے۔)

ایک فقرہ بار بار ذہن پہ دستک دے رہا تھا۔

☆☆☆

کبیرہ سادان کے آفس میں اس وقت بیریل فرید منہ پھلائے بیٹھا تھا۔ گاہے بگاہے وہ اپنے بھائی کو بھی گھور لیتا جو اپنا اور اپنے کام کا تعارف کروا رہا تھا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ بیٹھے تھے اور میز کے دوسری طرف کبیرہ بیگم بیٹھی تھیں۔

"ان کا تعارف نہیں کروایا۔" انہوں نے مسکرا کے بیریل کو دیکھا۔

"میں....." بیریل نے لب کھولے ہی تھے کہ .....

"یہ میرا نرس ہے۔ کیئر ٹیکر نرس۔"

بیریل کا منہ کھل گیا۔ بے یقینی سے اسے دیکھا جو اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔ پھر خفگی سے لب بھینچے اور پیچھے ہو کے سینے پہ بازو لپیٹ لیے۔

"اچھا لگا آپ سے مل کے ماہر! بتائیے میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں؟" انہوں نے کھنکھار کے بالآخر اس کی آمد کا مدعا پوچھا۔ ساتھ ہی وہ مسلسل گردن میں جھولتی سنہری زنجیر کو انگلی پہ لپیٹ رہی تھیں۔

"میں آپ کے پاس بزنس کے لیے نہیں آیا۔ کچھ پوچھنے آیا ہوں۔ آپ کی ذاتی زندگی کے بارے میں۔"

"مثلاً؟" کبیرہ کے چہرے پہ تحیر ابھرا۔ قدرے پیچھے ہو کے بیٹھیں۔ پانی کا گلاس اٹھا کے لبوں سے لگایا۔

"پیٹر مسیح یاد ہے آپ کو؟"

کبیرہ نے آہستہ سے گلاس نیچے رکھا۔ ٹشو پیپر ڈبے سے نکالا اور گلاس سے ہاتھوں پہ لگنے والی نمی صاف کی۔

"کون پیٹر مسیح؟"

ماہر فرید دھیرے سے مسکرایا۔ "میں آپ کو جج نہیں کروں گا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ پیٹر مسیح کی کلائنٹ رہی ہیں۔ میں یہ بات کئی ماہ سے جانتا ہوں لیکن میں نے آپ کو نظر انداز کر دیا تھا کیونکہ مجھے لگا کہ آپ میں اور مجھ میں کچھ مشترک نہیں ہے۔"

وہ بالکل خاموشی سے اسے سن رہی تھیں۔ چہرے پہ کوئی تاثر نہ تھا۔ بیریل کو پہلی دفعہ گفتگو میں

www.zemtime.com

دلچسپی محسوس ہوئی۔

"کون ہو تم؟" وہ آنکھیں چھوٹی کر کے اس کو گھور رہی تھیں۔

"میں ماہر فرید ہوں۔ ہلال کا بھائی۔" اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک تصویر نکال کے میز پہ رکھی۔ کبیرہ نے دو انگلیوں سے تصویر اٹھا کے دیکھی، پھر ماہر کا چہرہ۔

"یہ میری بہن ہے اور یہ دو سال پہلے کھو گئی تھی۔"

"پھر..... میں کیا کروں؟" انہوں نے تصویر میز پہ ڈال دی۔ اور ایک نیا ٹشو نکالا۔

"اس روز مجھے کسی نے احساس دلایا کہ ہم دونوں ایک جیسے ہیں۔ میں سمجھاتا ہوں کیسے۔" اس کی مسکراہٹ برقرار تھی۔

"آپ کا ایک بیٹا تھا۔ وہ مر گیا تھا۔ سارا خاندان جانتا ہے کہ وہ مر گیا تھا لیکن آپ کہتی ہیں کہ وہ زندہ ہے۔" اس کی آواز دھیمی ہوئی۔ "جیسے میں کہتا ہوں کہ میری بہن زندہ ہے۔"

بیرل فرید نے بری طرح چونک کے اسے دیکھا۔ اس کا سانس تک رک گیا۔

"میں سمجھتا تھا کہ آپ denial میں ہیں یا لوگوں کے سامنے اپنا مان رکھنے کے لیے اپنے بیٹے کو زندہ بتاتی ہیں۔ آپ نہیں چاہتیں کہ کوئی آپ پہ ترس کھائے۔ آپ سے ہمدردی کرے۔ لیکن اس روز مجھے احساس ہوا کہ....."

وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"کیا معلوم آپ برسوں سے سچ کہہ رہی ہوں؟" وہ ہر لفظ توڑ توڑ کے کہہ رہا تھا اور وہ ہل نہیں پا رہی تھیں۔

"کیا معلوم آپ کا بیٹا بھی ویسے ہی کھویا ہو جیسے ہلال کھوئی تھی؟ اور جیسے کوئی میرا اعتبار نہیں کرتا، ویسے ہی آپ پہ اعتبار بھی نہیں کیا جاتا۔"

"تمہیں مجھ سے کیا چاہیے؟" ان کی آنکھوں میں تپش سی تھی۔ غصہ۔ بے بسی۔

"مجھے آپ کی طرف کی کہانی سننی ہے۔ کچھ ایسا جو ہلال کو ڈھونڈنے میں میری مدد کر سکے۔"

"اور میں تمہاری مدد کیوں کروں گی؟ میرا بیٹا مرا ہے یا نہیں، یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔"

ان کا انداز بے لچک تھا۔

ماہر نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور میز پہ رکھا۔

"میں اس ہوٹل کے روم نمبر ۵۵۵ میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ اگلے تین دن میں یہی ہوں گا۔ آپ جب بھی جواب دینے کے لیے تیار ہوں، وہاں آ جائیے گا۔" اس نے بیرل کو اشارہ کیا جو فوراً سے اٹھا اور اس کی وہیل چیئر تھام لی۔ وہ جس طرح کی کھا جانے والی نظروں ان کو دیکھ رہی تھی، قوی امکان تھا کہ وہ جلد ہی کہہ دے، دروازہ اس طرف ہے۔

"یہ ٹشو پیپر سے ہاتھ کیوں صاف کر رہی تھی؟ کیا اس کو او سی ڈی ہے؟" لفٹ کی طرف جاتے ہوئے بیرل نے سوال کیا۔

"نہیں۔ یہ او سی ڈی نہیں ہے۔ وہ ظاہر کرتی ہے کہ اسے او سی ڈی ہے۔ درحقیقت انسان جب بہت سے لوگوں پہ جادو کروا چکا ہو تو اس کو خود پہ جادو ہونے سے خوف آنے لگتا ہے۔ وہ کسی کا دیا تحفہ قبول نہیں کرتا۔ کسی سے لے کر کچھ نہیں کھاتا۔ ہر چیز بار بار صاف کرتا ہے کہ کہیں کسی نے پھونک نہ مار دی ہو۔ ایک بال بھی گر جائے تو اس کو خوف آتا ہے کہ کوئی اس پہ جادو کر دے گا۔ جادو کروانے والے ساری عمر اپنے اسی خوف میں رہتے ہیں۔"

"کیا وہ اپنی کہانی سنانے آئے گی؟" بیرل کو اچنبھا ہوا۔ اسے باہر سے اتنی جلدی وہاں سے چلے آنے کی توقع نہیں تھی۔

"وہ ضرور آئے گی۔"

"تمہیں کیسے معلوم؟"

"کیونکہ آج تک ہر کوئی سمجھتا آیا ہے کہ کبیرہ اپنے بیٹے کے زندہ ہونے کے بارے میں جھوٹ بولتی ہے۔ میں وہ واحد انسان ہوں جس نے اس کی

www.zemtime.com

بات پہ اعتبار کیا ہے۔ وہ مجھ سے ملنے ضرور آئے گی۔"

"اور تم بس اسی کے لیے اس شہر میں ٹھہرے ہوئے ہو؟ اور کوئی کام نہیں ہے تمہیں؟" وہ اس کی وہیل چیئر دھکیلتے ہوئے ناراضی سے بولا تھا۔ ماہر نے جواب نہیں دیا۔

"کبیرہ بیگم سے ملنے میں سارے کام چھوڑ کے آیا تھا؟ ہونہہ۔" وہ زیر لب بڑبڑایا۔

"تم کام بھی کرتے ہو؟" وہاں سدا کی بے نیازی چھائی تھی اور اس لمحے بیربل فرید نے تہیہ کیا کہ وہ اپنے بھائی سے مزید کلام نہیں کرے گا، بلکہ وہ برابر کا بدلہ لے گا۔

اور اس وقت وہ اس سے صرف ایک طریقے سے بدلہ لے سکتا تھا۔ کچھ سوچ کے اس کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھر گئی۔

واپسی پہ سارا راستہ ماہر خاموش تھا۔ البتہ بیربل مسکراہٹ دبائے موبائل پہ جھکا تھا۔ اس نے انسٹاگرام کھول رکھا تھا۔ سامنے کشمالہ مبین کی آئی ڈی کھلی تھی۔ مسکراتے ہوئے اس نے میسج کا بٹن دبایا۔

"میرا بھائی اس وقت لاہور کے اس ہوٹل میں رہائش پذیر ہے۔" ہوٹل کا نام لکھ کے وہ ٹائپ کر رہا تھا۔ "وہ آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہے۔ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو کچھ دیر کے لیے اس کی بات سن لیں۔"

میسج بھیج کے اس نے اسکرین شاٹ لیا اور اپنے پاس محفوظ کر لیا۔ وہ جانتا تھا کشمالہ اس کا میسج نہیں دیکھے گی۔ نہ اسے جواب دے گی۔ نہ وہ ماہر سے ملنے آئے گی۔ لیکن اس اسکرین شاٹ کو دیکھ کے ماہر کے تاثرات کیا ہوں گے۔ اسے سوچ کے مزہ آنے لگا۔ لیکن ابھی نہیں۔ وہ استنبول جا کے ہی اس کو یہ دکھائے گا تاکہ فوراً سے گھر سے غائب ہو سکے اور.....

میسج ٹون نے اسے چونکایا۔ اسکرین کو دیکھا تو لب بے یقینی سے کھل گئے۔ وہاں کشمالہ مبین لکھا نظر آ رہا تھا۔ بیربل کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ اس کو اندازہ نہ تھا کہ وہ اس کی میسج ریکویسٹ اتنی جلدی دیکھ لے گی۔

"کیا تمہارا بھائی شام سات بجے کے بعد وہیں ہوگا؟"

اس نے گڑبڑا کے ماہر کو دیکھا جو بے خبر سا باہر دیکھ رہا تھا۔ پھر اسکرین کو۔

"یس۔" اب وہ مسکرا نہیں رہا تھا۔ بے اختیار ناخنوں سے دانت کترنے لگا۔

یہ اس نے کیا کیا؟ ماہر اسے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ اوہ نو۔

☆☆☆

"آئی ایم سوری۔" زیاد کی آواز سماعتوں میں سنائی دی اور اس کا سارا غصہ دھیرے دھیرے غائب ہونے لگا۔ وہ نگینہ آنٹی کے گھر سے واپسی پہ ابھی ٹریفک کے رش میں تھی جب زیاد کا میسج آیا۔ بہت دنوں بعد وہ کھل کے مسکرائی۔ تب ہی اس کی کال بھی آنے لگی۔ اس نے کار فون کا اسپیکر آن کر دیا۔

"مجھے تم پہ غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم چاکلیٹس نہیں کھاتیں۔ یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں تھی۔"

"مجھے بھی آپ کا تحفہ اتنی لاپرواہی سے کسی اور کو نہیں دینا چاہیے تھا۔ آئی ایم سوری ٹو۔" وہ نرمی سے کہہ رہی تھی۔ موڈ ایک دم بہتر ہو گیا تھا۔ اتنے دن سے جو واہمے دل کو ستانے لگے تھے وہ ایک دم سے غائب ہو گئے تھے۔

"ہم چند دن بعد ایک ساتھ ایک نئی زندگی شروع کرنے جا رہے ہیں۔ ہمیں ان چھوٹی چھوٹی باتوں پہ موڈ نہیں خراب کرنے چاہیے۔"

"آپ کو بھی چاہیے کہ آپ ہمیشہ مجھ سے عزت سے بات کریں۔ عزت محبت سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔"

"محبت میں نہ کوئی انا، کوئی سیلف رسپیکٹ، کوئی باؤنڈری نہیں ہوتی، کشمالہ! میاں

www.zemtime.com

بیوی کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ اہم یہ ہے کہ ہم ہر دفعہ ایک دوسرے کو منالیا کریں۔"

اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے' پھر فون وائبریٹ ہوا تو اس کی توجہ بھٹکی۔ موبائل اٹھا کے دیکھا تو بیربل فرید لکھا آرہا تھا۔

"میں آپ کو گھر پہنچ کے کال کرتی ہوں۔" اس نے کال بند کی۔ چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے۔ وہ لب بھینچے' شکن آلود پیشانی کے ساتھ تیز تیز ٹائپ کرنے لگی۔

☆☆☆

ہوٹل کی لابی سیاہ سفید ٹائلز سے مزین تھی۔ کچھ فاصلے پہ مخملیں صوفے رکھ کے چھوٹے چھوٹے سٹنگ ایریاز بنائے گئے تھے۔ اس شام وہاں اتنا رش نہ تھا۔ کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ کچھ اٹھ کے جا رہے تھے۔

ماہر بھی ایسے ہی ایک صوفے پہ براجمان تھا۔ سفید ڈریس شرٹ پہنے' کف موڑے وہ پیر لمبے کر کے مخملیں اوٹومن پہ رکھے ہوئے تھا۔ ہاتھ میں کتاب تھی جسے وہ اونچا اٹھائے پڑھنے میں مصروف تھا۔ دفعتاً اسے محسوس ہوا کہ بیربل دائیں بائیں ٹہل رہا ہے۔ کبھی بیٹھ جاتا۔ کبھی اٹھ کے چلنے لگتا۔

"اتنے بے چین کیوں ہو؟" ماہر نے کتاب کا کونا موڑا اور ایک گہری نظر اس پہ ڈالی۔

"نہیں تو۔" وہ فوراً اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔

"پیسے چاہئیں؟" غور سے اسے دیکھا۔

"دنیا پیسے سے شروع ہو کے پیسے پہ ختم نہیں ہو جاتی' ماہر بے" وہ چڑ گیا۔

"تمہاری ہو جاتی ہے۔" بے نیازی سے واپس کتاب پڑھنے لگا۔

اور یہ وہی لمحہ تھا جب ایک احساس نے دستک دی۔ کوئی اسے دیکھ رہا تھا۔ دور سے۔ ماہر فرید نے کتاب نیچے کی۔

سیاہ سفید شطرنج کی بساط جیسے فرش پہ دور سے وہ چلی آرہی تھی۔

وہ جسے وہ لاکھوں میں پہچان سکتا تھا۔

کتاب خود بخود نیچے ہوتی ہوئی صوفے پہ جا ٹھہری۔ اس نے تیزی سے پیر نیچے کیے۔ بیساکھیاں قدموں میں رکھی تھیں۔ نامحسوس انداز میں ماہر نے پیر سے انہیں صوفے کے نیچے دھکیلا۔ اور بدقت اپنے قدموں پہ کھڑا ہوا۔ نگاہیں اس پہ جمی تھیں۔

وہ میرون لمبی قمیض پہ بھوری لیدر جیکٹ پہنے ہوئے تھی۔ دوپٹہ گردن میں ڈال کے دونوں پلو سامنے گرائے ہوئے تھی۔ بال آدھے دائیں کندھے پر اور باقی آدھے پیچھے گر رہے تھے۔

وہ اسی کو دیکھتی اس طرف آرہی تھی۔ کسی غلطی سے نہیں۔ اتفاق سے نہیں۔ اس کی آنکھوں سے لگتا تھا کہ وہ اسی سے ملنے آئی ہے۔

مگر کیوں؟ کیسے؟

ماہر نے چونک کے بیربل کو دیکھا۔ ذہن نے دو جمع دو کیے۔

"کیا کیا ہے تم نے؟" وہ دبی آواز میں غرایا۔ بیربل مزید فاصلے پہ سرک گیا اور چہرہ ایسے موڑ لیا جیسے اسے پہچانتا تک نہ ہو۔

وہ اب تک قریب آچکی تھی۔

"کشمالہ....." اس نے تھوک نگلا۔

"کیف....." وہ سپاٹ سی لگ رہی تھی۔ اس کے عین مقابل آکے رکی۔

"بیٹھو۔" اس نے سامنے رکھے سنگل صوفے کی طرف اشارہ کیا۔ ٹانگ پہ زور ڈالے ہوئے تکلیف شروع ہونے لگی تھی۔

"میں زیادہ دیر بیٹھنے نہیں....."

"بیٹھو۔" وہ قدرے زور سے بولا۔ ضبط سے مٹھی بھینچ لی۔ چہرے پہ تکلیف تھی۔ وہ زیادہ دیر کھڑا نہیں رہ سکتا تھا اور اس کے بیٹھنے سے پہلے بیٹھ نہیں سکتا تھا۔

"تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے؟" وہ سنجیدگی سے کہتی سامنے بیٹھی۔ ماہر نے واپس بیٹھتے ہوئے

www.zemtime.com

فرصت سے بیرل کو دیکھا۔
"یقیناً میرے بھائی نے....."
"اوہ میں اس کا بھائی نہیں ہوں۔ میں ایک کیئر ٹیکر نرس ہوں۔ صرف نرس۔" وہ طنز سے کہتا ایک دم اٹھا اور ہونہہ میں سر جھٹکتا آگے بڑھ گیا۔ ماہر نے بہت ضبط سے اسے دور جاتے دیکھا۔ اس کی خبر وہ بعد میں لے گا۔ اب وہ اس کی طرف متوجہ ہوا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔
کہاں سے بات شروع کرے؟
بات ختم کہاں ہوئی تھی؟
"تمہاری امی کے لیے....." الفاظ ادھورے چھوڑ دیے۔ "آئی ایم سوری۔"
"شکریہ۔ تین ماہ ہو گئے اس بات کو۔" اس کے انداز میں کچھ جتاتا ہوا سا تھا۔
"میں آنا چاہتا تھا لیکن....." اس کی نظریں اپنے قدموں پہ جھکی۔ نامحسوس انداز میں بیساکھی مزید پیچھے دھکیلی۔ "لیکن کچھ کام میں پھنس گیا تھا۔"
"آنا چاہیے تھا۔ ماں سے اتنا تعلق تو تھا تمہارا۔" اس کی آواز میں گلہ تھا۔ غصہ بھی۔
ماہر نے استعجابیہ ابرو اٹھائے۔
"اوہ۔ یعنی تم نے میرا انتظار کیا۔"
"میں کیوں انتظار کروں گی؟ مجھے فرق نہیں پڑتا۔ لیکن معید اور ماہی سے تو تمہارے اچھے تعلقات ہیں۔" اچھے پہ زور دیا۔
ماہر نے کندھے اچکائے۔
"کیونکہ وہ دونوں سینس ایبل ہیں۔ دل سے نہیں دماغ سے سوچتے ہیں۔ جلد معاف کر دیتے ہیں۔"
وہ چند لمحے اسے گھورتی رہی۔ آنکھیں چھوٹی کر کے جیسے اس کی روح کے اندر اترنا چاہ رہی ہو۔ کچھ تھا جو اس کے انداز میں نیا تھا۔ جیسے کسی بات کا نیا غصہ ہو۔
"میں نے بھی کوشش کی۔ تمہیں معاف کرنے کی۔ تمہارا یقین کرنے کی لیکن ہر دفعہ تمہارا ایک اور فریب سامنے آجاتا ہے۔ ماہر فرید کی ذات کا ایک اور خفیہ پہلو۔ اور بس۔ سب ختم ہو جاتا ہے۔"
"ویری انٹرسٹنگ۔ یعنی تم میرا یقین کرنے کی کوشش کرتی ہو؟" اس نے گزرتے ہوئے ویٹر کو اشارہ کیا۔
"مجھے کچھ نہیں چاہیے۔ میں صرف بات کرنے آئی ہوں۔" وہ فوراً سے بولی۔
"جانتا ہوں۔ اپنے لیے منگوا رہا ہوں۔" بے نیازی سے قریب آئے ویٹر کو دیکھا۔
"میری ریگولر کافی۔" اس کا انداز اب سپاٹ ہو چکا تھا۔ وہ بھانپ چکا تھا کہ وہ ایک دفعہ پھر کوئی نئی فرد جرم لے کر آئی ہے۔
"اس دفعہ کیا کیا ہے میں نے، کشمالہ بی بی؟"
پیچھے کو ٹیک لگالی اور ایک بازو صوفے کی پشت پہ پھیلا لیا۔ ایک ٹانگ دوسری پہ جمالی۔ یہ کم تکلیف دہ پوسچر تھا۔
"تم نے کہا تم اپنی بہن کو ڈھونڈنے کے لیے میری زندگی میں آئے تھے اور میں اس بات پہ یقین کرنے لگی تھی کہ....." اس نے ایک کاغذ جیکٹ کی جیب سے نکال کے اس کے سامنے کیا۔
ماہر نے ہاتھ بڑھا کے کاغذ لیا اور اس کی تہیں کھول کے دیکھا۔
"یاد ہے یہ کیا ہے؟"
"ان جنکشن" وہ ایک دم ہنس پڑا اور کندھے اچکائے۔ "ایک طرح کا ریسٹریکٹ آرڈر۔ یہ جس زمانے کا ہے تب بہت سے لوگوں نے میرے خلاف ایسے کورٹ آرڈرز لیے تھے۔"
مگر وہ نہیں ہنسی۔ وہ اسی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔
"یہ سبرینہ کی فیملی نے لیا ہے۔ وہ لڑکی جو تمہارے سوتیلے باپ کے ساتھ ایکسیڈنٹ میں ماری گئی تھی۔"
"ہاں۔ ان دنوں بہت سے لوگوں کو مجھ سے

www.zemtime.com

خطرہ تھا۔" وہ پھر سے ہنس دیا۔ "کیا تم نہیں جانتیں؟ میں ایک سائیکو پیتھ مشہور ہوں۔ استنبول' دوہا' لندن..... جہاں جہاں میں رہا ہوں' وہاں سب جانتے ہیں۔" اس کے انداز میں ڈھٹائی تھی۔

"تم اس لڑکی کے گھر والوں کو ہراس کر رہے تھے؟"

"ویل....." اس نے کندھے اچکائے۔ "میں اس کو ہراس منٹ نہیں کہوں گا۔ میں صرف.." کھنکھارا۔ "کچھ سوالات پوچھنا چاہتا تھا۔ وہ برا مان گئے۔ کسی کے خلاف ان جنگشن لینا لندن میں عام سی بات ہے۔" مسکرا کے کاغذ میز پہ رکھا۔

"اس میں فریب کیا ہے؟"

"سبرینہ زیاد کی منگیتر تھی۔ اور تم اس کا تعاقب کر رہے تھے جیسے میرا تعاقب کرتے تھے۔"

چند لمحے کے لیے وہ کچھ بول نہیں سکا۔ پھر ایک دم بازو نیچے کیا اور ٹانگ ٹانگ سے ہٹا کے سیدھا ہو بیٹھا۔ کاغذ دوبارہ کھول کے دیکھا۔ اس کی رنگت بدلنے لگی۔

"تم کچھ بھی اپنی بہن کے لیے نہیں کر رہے تھے۔ تم یہ سب زیاد کی وجہ سے کر رہے تھے۔ تم ہمیشہ مجھے زیاد کے خلاف کرتے تھے۔ تمہیں اس سے شاید کوئی ذاتی مسئلہ ہے' کیف! میں سمجھ ہی نہیں سکی۔ تم میری زندگی میں تب آئے جب زیاد میری زندگی میں آیا۔ تم زیاد سے جڑی ہر لڑکی کا پیچھا کرتے ہو۔ یہ ہے تمہارا اور میرا کنیکشن جسے میں پہلے سمجھ نہیں سکی۔"

وہ ابھی تک اس کاغذ کو پڑھ رہا تھا۔ پھر اس نے چونک جانے والے انداز میں چہرہ اٹھایا۔

"نہیں۔"

"کیا تم....."

"نہیں۔ سبرینہ زیاد کی منگیتر نہیں تھی۔" وہ تیزی سے بولا۔

مالا نے گہری سانس لی اور پیچھے کو ہو کے بیٹھی۔ بازو سینے پہ لپیٹ لیے۔ آنکھوں میں بس افسوس تھا۔

"ہر دفعہ یہی ہوتا ہے۔ تمہارا ایک نیا فریب کھلتا ہے اور میں اسے تمہارے سامنے رکھتی ہوں تو تم نہ جاننے کی اداکاری کرتے ہو۔ جیسے تم نے میرا ریستوران نہیں خریدا۔ جیسے تم نے کیف کو دھمکایا نہیں۔ جیسے تم جانتے ہی نہیں کہ سبرینہ زیاد کی منگیتر ہے۔"

"سبرینہ کی کسی سے منگنی نہیں ہوئی تھی۔ اگر زیاد اس کو اپنی منگیتر کہتا ہے تو وہ جھوٹ بول رہا ہے۔" اس کا انداز قطعی تھا۔

"تم ہمیشہ مجھے زیاد کے خلاف کرنے کی کوشش کرتے ہو۔ تم میری ماں کی موت پہ نہیں آئے لیکن تم زیاد اور میری شادی سے چند دن پہلے یہاں آ گئے ہو۔ تم زیاد سے کسی چیز کا انتقام لے رہے ہو شاید۔ کیا مسئلہ ہے تم دونوں کا؟"

"اوہ....." اس کے لب اوہ میں سکڑ۔ ایک افسوس بھری سانس خارج ہوئی۔

"اسی لیے تم یہاں آئی ہو۔ تمہیں ڈر ہے کہ میں تمہاری شادی نہیں ہونے دوں گا۔ یا کوئی مسئلہ پیدا کروں گا۔" اب کے وہ مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ میں اذیت تھی۔ اداسی تھی۔

"تم واقعی مجھے نہیں جانتیں۔ چچ۔" افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔

"میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ....."

"اب تک میں تمہاری سنتا آیا ہوں۔ اب میری سنو۔" وہ آگے کو جھکا اور غور سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"میں نے تمہیں یہاں نہیں بلایا۔ تم خود آئی ہو۔ کیونکہ تم مجھ سے خوف زدہ ہو۔ حالانکہ تمہیں اس شخص سے خوف زدہ ہونا چاہیے جس سے تم شادی کرنے جا رہی ہو۔ وہ ایک نارسیسٹ' فریب کار اور جھوٹا انسان ہے۔ وہ تمہیں ہرٹ کرے گا' کشمالہ۔ اور وہ تمہیں بہت ہرٹ کرے گا....."

وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا اور وہ بنا پلک جھپکے اسے دیکھ رہی تھی۔

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

"لیکن میں تمہیں اس سے شادی سے منع نہیں کروں گا۔ یہ تمہاری غلطی ہے نا' تو میں تمہیں تمہارے حصے کی غلطی کرنے دوں گا۔ کیونکہ یہ میرا مقام نہیں ہے کہ میں کسی کے فیصلے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کروں۔ تم جس سے بھی شادی کرو' مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اور میں تمہیں سمجھاؤں گا بھی نہیں۔ کیونکہ ابھی تم کچھ نہیں سمجھو گی۔ تمہارے اوپر زیاد سلطان کا spell (جادو) چڑھا ہوا ہے۔" وہ تلخی سے مسکرایا۔

"محبت جادو نہیں ہوتی۔" اس کا چہرہ سرخ ہوا۔

"curse (بددعا) کہہ لو۔ اور یہ curse تمہیں کچھ سننے نہیں دے گی۔ اس لیے میں تمہیں نہیں روکوں گا۔ لیکن....." اس نے مٹھی بند کی اور انگوٹھا نکال کے اوپر کیا۔

"پہلی بات..... سبرینہ زیاد کی منگیتر نہیں تھی۔ زیاد نے تم سے جھوٹ بولا ہے۔"

"وہ مجھ سے جھوٹ نہیں بولتا۔ سارا خاندان جانتا ہے وہ اس کی منگیتر تھی۔"

"دوسری بات....." اس نے زور دے کر کہا جیسے اس کی بات سنی نہ ہو۔ اور ایک انگلی مزید بند مٹھی سے نکالی۔

"میں تمہاری زندگی میں اپنی بہن کے لیے آیا تھا۔ غلط کیا۔ بہت غلط کیا اور یہی میری سزا ہے۔ لیکن میں اپنی بہن کے لیے ہی آیا تھا۔ اور گو کہ میں جانتا ہوں کہ تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔ بلکہ ماہ بینہ کچھ جانتی ہے جو میری مدد کرے گی۔ اسے خود بھی نہیں معلوم کہ کیا..... لیکن وہ کچھ جانتی ہے۔ اور یہ الگ ہے۔ وہ میری مدد شاید کر سکے۔ شاید نہ کر سکے۔ لیکن....."

اس کی آواز مدھم ہوئی۔ ایک سرگوشی کے جیسی۔

"ایک بات میں جانتا ہوں۔ پہلے دن سے..... جب میں نے تمہاری نوکری کی تھی۔ اور میں نے آج تک کسی انسان کی نوکری نہیں کی' کشمالہ۔ صرف تمہاری کی۔ میں نے کسی کی گاڑی کے دروازے نہیں کھولے۔ سوائے اپنے باپ کے۔ لیکن تمہارے لیے میں نے سب کچھ کیا۔"

"Mighty Mahir Farid" وہ بڑبڑائی۔

"کیونکہ میں پہلے دن سے جانتا تھا کہ تم میری بہن کو ڈھونڈ سکتی ہو۔ صرف تم۔ میں کبھی انسانوں کے بارے میں غلط نہیں ہوتا۔ اس کو وائب کہو یا وجدان۔ میں تب بھی جانتا تھا اور اب بھی۔ تم میری بہن کو بچا سکتی ہو۔"

وہ جہاں تھی' وہیں ٹھہر گئی۔ آنکھیں حیرت سے چھوٹی ہوئیں۔ اسے اس بات کی توقع نہیں تھی۔

"تم ہلال کو نہیں جانتیں۔ لیکن پھر بھی تم اس کو ڈھونڈ سکتی ہو۔ صرف تم۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ پہلی دفعہ اسے لگا ماہر کی بھوری آنکھوں میں کچھ گلابی سا ابھرا تھا۔

گلابی نمی۔

وہ پلک نہیں جھپکا سکی۔ ویٹر نے کب کافی لا کے سامنے رکھی' ان دونوں کو علم نہ ہو سکا۔

"ہلال اس اکتوبر گیارہ سال کی ہوئی ہوگی۔ وہ بہت..... بہت پیاری ہے۔ بہت اسمارٹ۔"

وہ ابھی تک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ ہاں وہ نمی تھی۔ اس کی آواز میں بھی وہی نمی تھی۔ گیلا سا کچھ۔

"تم مجھ سے نفرت کرتی ہو۔ جانتا ہوں۔ کرتی رہو۔ ساری عمر کرتی رہو۔ لیکن تم ہلال کو نہیں جانتیں۔ وہ بہت پیاری ہے۔ وہ میری زندگی میں آنے والی سب سے بڑی خوشی ہے۔ اور وہ مجھ سے کھو گئی ہے۔ کیونکہ میں اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکا تھا۔ میں نے خوف کے آگے ہتھیار ڈال دیے تھے۔ تم نہیں جانتیں کشمالہ مبین' کہ وہ وقت کیسا ہوتا

www.zemtime.com

ہے جب انسان کو وہ آوازیں سنائی دیں جو ہوتی نہیں ہیں۔ وہ چہرے دکھائی دیں جو وجود نہیں رکھتے۔"

مالا لمحے بھر کے لیے پلک جھپکنا بھول گئی۔

"وہ میری وجہ سے کھوئی تھی۔ لیکن وہ مری نہیں ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اور وہ کہیں چھپی ہوئی ہے۔ وہ اکیلی ہے۔ میں یہاں محسوس کرسکتا ہوں۔" اس نے سینے پہ انگلی رکھی۔ پانی ابھی تک اس کی آنکھوں میں تھا۔

وہ پلک تک نہیں جھپک پا رہی تھی۔

"اس کو مدد چاہیے۔ میری مدد۔ تمہاری مدد۔ وہ اکیلی ہے۔ لیکن وہ خوف زدہ نہیں ہے۔ وہ بہت بہادر ہے۔ میں اتنا جانتا ہوں کہ ہلال اور میں ایک دوسرے کو ڈھونڈ لیں گے۔ لیکن....." اس نے ناک سے گیلی سانس اندر کھینچی۔ "لیکن میں تم سے صرف ایک بات چاہتا ہوں۔" اس کے لہجے میں منت تھی۔

وہ واقعی پلک تک نہیں جھپک پا رہی تھی۔

"صرف ایک بات۔ تمہیں جب بھی موقع ملے، جب بھی....." اس نے زور دیا۔ پھر سے ناک سے گیلی سانس اندر کھینچی۔ "تو تم ہلال کی مدد ضرور کروگی۔ ہلال وہ فاختہ ہے جس میں میری جان ہے اور تم اس کو اس جادوگر کی قید سے ضرور نکالو گی۔ میرے کیے کی سزا تم ہلال کو نہیں دو گی۔ کیا تم میرے لیے صرف اتنا کرسکتی ہو؟"

وہ خاموش ہوا۔ پھر گہرے سانس لیتا دائیں طرف دیکھنے لگا۔ آنکھیں جھپکائیں جیسے نمی کو گرنے سے پہلے واپس اندر کھینچنا چاہتا ہو۔

"میں نے تمہارے کیے کی سزا تمہیں نہیں دی تو اس کو کیا دوں گی؟" اس نے خود کو کہتے سنا۔ وہ ابھی تک اس کو دیکھ رہی تھی۔ اس نے کیف کی آنکھوں کو ایسے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"اگر تم مجھے ہلال سے ملا سکو تو میں بدلے میں تمہارے لیے وہ کروں گا جو تم چاہتی ہو۔"

مالا کے ابرو اچھنبے سے بھنچے۔ کوئی فسوں سا ٹوٹا۔

"مجھے تم سے کچھ نہیں چاہیے۔"

"ناں ناں کشمالہ بی بی۔ ناں۔" اس نے ایک دم ہاتھ اٹھا کے اسے روکا۔ "ہم انسان ہیں۔ ہم سب کو ایک دوسرے سے کوئی کام پڑ سکتا ہے۔ کبھی نہ کبھی۔ زندگی میں کہیں مجھ سے کچھ چاہیے ہوگا۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم جو کہو گی، میں وہ کروں گا۔ کوئی بھی ایسا کام جو ممکن یا ناممکن ہو، پیسے سے ہو یا ہاتھوں کی کوشش سے، میں اسے کروں گا چاہے اس کے لیے مجھے کوئی بھی قیمت کیوں نہ ادا کرنی ہو۔"

"مجھے کبھی تمہاری ضرورت نہیں پڑے گی۔" وہ دھیرے سے کہتے ہوئے اٹھی۔ بیگ اٹھا کے کہنی پہ رکھ لیا۔ ایک آخری نظر اس پہ ڈالی۔

"میں زیاد کے ساتھ خوش ہوں۔ اور صرف اتنا چاہتی ہوں کہ تم مجھے سکون سے میری نئی زندگی شروع کرنے دوں۔"

ماہر نے سر کو اثبات میں خم دیا۔ ملاقات ختم ہو چکی تھی۔ وہ پلٹی اور آگے بڑھ گئی۔ تبھی وہ پیچھے سے بولا۔

"سبرینہ زیاد کی منگیتر نہیں تھی۔ چاہو تو سبرینہ کی فیملی سے پوچھ لو۔" اس نے عقب سے پکارا اور کتاب اٹھالی۔ مالا کے قدم لمحے بھر کے لیے زنجیر ہوئے لیکن پھر وہ آگے بڑھ گئی۔ اسے پیچھے مڑ کے نہیں دیکھنا تھا۔ وہ نمک کا مجسمہ بننے کا خطرہ نہیں مول لے سکتی تھی۔

لفٹ کے دروازے کھلے اور وہ اندر داخل ہی ہوئی تھی کہ کوئی اس کے ساتھ سوار ہوا۔ اس نے مال کے فلور کا بٹن دبایا اور گردن موڑی۔ بیرل فرید ساتھ کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کے مسکرایا۔

"ہیلو۔"

اس نے سر کو اثبات میں خم دیا اور سینے پہ بازو لپیٹے سامنے دیکھنے لگی۔ دھاتی دروازوں میں ان دونوں کا عکس دکھائی دے رہا تھا۔

"ماہر نے آپ کو یہاں نہیں بلایا تھا۔ میں نے بلایا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ آپ لوگ مل کے بات

www.zemtime.com

کرلیں۔"

"جانتی ہوں۔" اس نے کن اکھیوں سے اس کا عکس دیکھا۔ اس نے اس نوجوان کو کہیں دیکھ رکھا تھا۔ پچھلی دفعہ بھی یہی لگا تھا۔ شاید گزرے برسوں میں کہیں دیکھا ہو۔ اسے یاد نہ تھا۔

"آپ کو شادی مبارک ہو۔ اور ہماری پرواہ مت کریں۔ ہم دونوں بس اپنی بہن کو ڈھونڈ رہے ہیں۔"

اس نے کچھ نہیں کہا۔ لفٹ اوپر جا رہی تھی۔ چند لمحے خاموشی سے کٹے۔

"کیا وہ بیمار ہے؟"

بیریل چونکا۔ وہ سامنے دیکھ رہی تھی۔

"بیمار؟"

"وہ تکلیف میں لگ رہا تھا۔ اس کے چہرے پہ زخم کا نشان بھی تھا۔ کچھ ہوا ہے کیا؟"

اس کی آواز دھیمی تھی۔

"اس کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ آپ کی امی کی ڈیتھ کے دنوں میں۔ وہ پاکستان آنا چاہتا تھا لیکن آ نہیں سکا۔ اس کی ٹانگ بہت بری طرح ٹوٹ گئی ہے۔ اب بھی وہ ہلال کی وجہ سے یہاں آیا ہے۔ کسی..... کسی سے ملنا تھا ہمیں۔"

مالا نے بس سر ہلا دیا۔ کہا کچھ نہیں۔ لفٹ کے دروازے کھلے۔

"لیکن وہ تکلیف میں نہیں ہے۔" وہ باہر نکل رہی تھی جب بیریل پیچھے سے بولا۔

اس نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"کیونکہ تکلیف میں ہونے کے لیے انسان کے سینے میں دل کا ہونا ضروری ہے اور ماہر بے ایک روبوٹ ہے۔ دل وغیرہ نہیں ہے اس کا۔" بیریل نے مسکرا کے کندھے اچکائے۔

وہ ایک دم ہنس دی۔ پھر کچھ کہے بنا آگے بڑھ گئی۔

وہ اسے دور جاتے دیکھتا رہا۔

اگلے چند گھنٹے کے لیے اسے غائب ہو جانا چاہیے تھا۔ فی الحال وہ ماہر کا سامنا کرنے کی تاب نہیں رکھتا تھا۔

☆☆☆

وہ گھر آئی تو خاموش خاموش سی تھی۔ طبیعت پہ عجیب سا بوجھل پن تھا۔

(وہ ایک نارسیسٹ ہے۔ فریب کار اور جھوٹا شخص۔ وہ آپ کو ہرٹ کرے گا اور وہ آپ کو بہت ہرٹ کرے گا۔)

(وہ ایک نفسیاتی مریض تھا جو سبرینہ کے پیچھے پڑا تھا۔)

(محبت میں کوئی سیلف رسپیکٹ کوئی باؤنڈری نہیں ہوتی۔)

(ہلال وہ فاختہ ہے جس میں میری جان ہے۔ اور تم اسے اس جادوگر کی قید سے ضرور نکالو گی۔)

اس کے ذہن میں بہت سا شور تھا۔ وہ چپ چاپ کمرے میں آئی اور اپنے کھلے ہوئے بیگز کے ساتھ بیٹھ گئی۔

"دو دن رہ گئے ہیں نکاح میں اور ابھی تک اتنا کچھ رہتا ہے سمیٹنے والا۔" ماہی بہت سے شاپنگ بیگز لیے کمرے میں داخل ہوئی تو اسے یونہی بیٹھے دیکھ کے ٹھٹھک گئی۔

"تمہیں کیا ہوا؟"

"ماہی! میں ٹھیک کر رہی ہوں؟ زیاد سے شادی کر کے؟" اس نے عجیب الجھن سے سوال کیا۔

"یار..... یہ نکاح سے پہلے کا ڈپریشن نا سب لڑکیوں کو ہوتا ہے۔ رونا بھی آتا ہے اور خوف بھی۔ تم بالکل ٹھیک کر رہی ہو۔ خالہ کی باتوں کو بھول جاؤ۔ وہ امریکہ میں رہتی ہیں۔ ان کو کیا پتا۔" وہ بیڈ کے کنارے پہ بیٹھی اور سمجھانے والے انداز میں بولی۔ "زیاد میں کوئی برائی نہیں ہے۔ ویسے بھی جب بھی کسی کا کسی سے رشتہ ہو آدھا خاندان خلاف ہی ہوتا ہے۔"

www.zemtime.com

مالا نے ایک نظر اپنے خالی بیڈ کو دیکھا۔
"ماں ہوتیں تو بتاتیں کہ کیا کرنا ہے۔"
ایک ہوک سی دل سے نکلی۔
"ماں نگینہ آنٹی کو پسند کرتی ہوں یا نہ کرتی ہوں' وہ زیادہ اور تمہارے رشتے پہ خوش تھیں۔ یاد ہے نا؟"
اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ سر اثبات میں ہلا دیا۔
"ہاں۔ وہ خوش تھیں۔"
"پھر ماں پہ بھروسا کر کے شادی کرلو۔"
وہ نم آنکھوں سے مسکرادی۔
"چلو پیکنگ کرتے ہیں۔" اس کا دل ہلکا پھلکا سا ہو گیا۔ ساری کلفت' بوجھل پن' سب ہوا ہو گیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بہت سلیقے سے تمام اشیاء بیگز اور کارٹن زمیں رکھتی نظر آرہی تھیں۔ تب ہی وہ ایک خیال کے تحت اٹھی اور الماری سے ایک باکس نکال کے لائی۔ ماہی نے حیرت سے اس سرمئی خالی باکس کو دیکھا۔
"خالی باکس کیوں رکھ رہی ہو؟"
کشمالہ مبین نے آنکھیں اٹھا کے اپنی بہن کو دیکھا۔ پھر جب وہ بولی تو اس کی آواز میں بہت سے قصے دفن تھے۔
"ہونا چاہیے۔ خالی باکس ہمیشہ ساتھ ہونا چاہیے۔"

☆☆☆

ہوٹل کے ڈائننگ ایریا میں ناشتے کی خوشبو پھیلی تھی۔ سن روف سے آتی روشنی نے سارے کو منور کر رکھا تھا۔ کچھ فاصلے پہ رکھی میز کرسیوں پہ بیٹھے مہمان ناشتے میں مصروف تھے۔ وہ دونوں بھی ایک میز پہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ رات جب ڈھیر ساری آوارہ گردی کے بعد بیربل واپس آیا' تو خلاف توقع ماہر نے اس سے کچھ نہیں کہا۔ نہ کوئی سوال۔ نہ کوئی حساب۔
"کل اس کی شادی ہے۔" بیربل اپنی پلیٹ پہ جھکا دھیرے سے بولا۔ "میں تمہاری جگہ ہوتا تو....."
ماہر نے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔
"کیا کرتے؟"
"جس لڑکی سے محبت کرتا' اس کی شادی روکنے کے لیے جنگ برپا کر دیتا۔"
"یعنی تمہیں ہر تیسرے مہینے ایک جنگ برپا کرنی پڑتی۔"
بیربل نے خفگی سے نظریں اٹھائیں۔
"ابھی تک مجھے کسی سے ٹھیک سے محبت نہیں ہوئی۔ جب ہوگی تو سارے زمانے کو پتا چل جائے گا۔"
"جو محبتیں تمہیں ابھی تک ہوئی ہیں' ان کا پتا میرے بینک بیلنس کو لگ چکا ہے" ایک برہم نظر اس پہ ڈال کے وہ اپنی کافی میں دودھ انڈیلنے لگا۔ سفید دھار سیاہ مائع میں انڈیلی جارہی تھی۔ دھواں سا نکل کے اوپر اٹھ رہا تھا۔
"حیرت ہے تم مجھ سے خفا نہیں ہوئے۔" بالآخر وہ کہہ اٹھا۔ ماہر کل شام کے بارے میں کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔ اسے اب بے چینی ہونے لگی تھی۔
"تم آزاد انسان ہو۔ اپنے فیصلے خود لے سکتے ہو۔ تم نے اسے بلایا۔ تمہاری مرضی۔" اس نے بے نیازی سے کافی کا کپ لبوں سے لگایا۔ بیربل نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ وہ اسی انداز میں کہہ رہا تھا۔
"اسی طرح میں بھی ایک آزاد انسان ہوں' بیربل! میں اپنے فیصلے خود لے سکتا ہوں۔ اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہارے ماہانہ الاؤنس (جیب خرچ) کا نصف حصہ چیریٹی میں جانا چاہیے۔" نگاہیں اٹھا کے اسے گھورا۔
"ای فیکٹو ای" اور ٹھک سے چینی دان میز پہ رکھا۔
بیربل فرید کے ہاتھوں کے توتے ایک ہی جست میں اڑ گئے۔

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

"نہیں نہیں۔ پلیز۔" اس کی رنگت فق ہوئی۔ "میں معافی مانگتا ہوں۔ میں نے جان بوجھ کے نہیں کیا۔ میں نے اسے بھی بتادیا تھا۔ سوری ماہر! پلیز۔" اسے ناشتہ' کافی سب بھول گیا تھا۔

تب ہی موبائل بجنے لگا۔ اس نے بے زاری سے دیکھا۔

"تم نے اپنا موبائل آف کر رکھا ہے اور مالک صبح سے مجھے کالز کیے جا رہا ہے۔ کن روبوٹس میں پھنس گیا ہوں میں؟"

"میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے اسے زیاد سلطان کے بارے میں معلومات لینے کے لیے کہا تھا۔ اگر وہ واقعی سبرینہ کا منگیتر تھا تو مالک کو معلوم ہونا چاہیے تھا۔ اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔" وہ تلخی سے کہتے ہوئے گھونٹ بھرنے لگا۔

"کیا ہے' مالک؟" بیربل نے برا سا منہ بنا کے کال اٹھائی۔

اگلے ہی لمحے اس کے تاثرات بدلے۔ کانٹا ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

"کیا ہوا؟" ماہر نے چونک کے اسے دیکھا۔ کچھ تھا جو فضا میں ساکن ہو گیا تھا۔

بیربل نے دھیرے سے فون نیچے کیا۔

"ہمیں اسلام آباد جانا ہوگا۔" اس کی رنگت سفید پڑ رہی تھی۔

"کیوں؟"

"تمہیں یاد ہے..... اسلام آباد پولیس کے پاس ہلال کا کیس تھا پچھلے دو سال سے۔ انہیں کچھ ملا ہے۔"

"کیا؟" اس کا سانس رک گیا۔

"ہلال کی لاش۔"

ماہر فرید تیزی سے اٹھا۔ کافی کا کپ نیچے گرا۔ کانچ کے ٹکڑے اور گرم مائع دور تک بکھرتے گئے۔

☆☆☆

(ہر سانس کے ساتھ کھو جاتا ہے گزرا ہوا لمحہ)

سبز گھاس پہ ہر طرف سفید پھولوں کے ستون بنے تھے۔ ان کے درمیان چھوٹا سا اسٹیج تھا اور آس پاس کرسیوں کے پھول بچھے تھے۔ اسٹیج ابھی خالی تھا۔ ہر طرف مہمان نظر آ رہے تھے۔ دوپہر کا وقت تھا اور سرما کی میٹھی دھوپ سارے میں پھیلی تھی۔ کام دار لباس میں مسکرا مسکرا کے چلتی ہوئی ماہی ہر ایک سے مل رہی تھی۔ مہمان آنا شروع ہو چکے تھے۔

(اور شروع ہوتا ہے ایک نیا لمحہ۔)

کاریڈور میں بیسا کھی کی ٹک ٹک سنائی دے رہی تھی۔ وہ سفید چہرے کے ساتھ لنگڑا کے چلتا آگے بڑھ رہا تھا۔ بیربل بھی شل سا اس کے ساتھ تھا۔ ساتھ موجود چلتا ہوا آفیسر ہاتھ ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"یہ ایک جلی ہوئی لاش تھی جو دو برس پہلے ملی تھی۔ انہی تاریخوں میں جب ہلال کھوئی تھی۔ ہم نے پہلے اس پہ نظر نہیں کی لیکن ایک آفیسر اس دن آرکائیوز میں کچھ تلاش کر رہا تھا جب اسے لاش کے ساتھ ملنے والی چیزیں دکھائی دیں۔ ہم ان کی تصاویر مالک صاحب کو بھیجیں تو انہوں نے ان کو پہچان لیا۔ بچی کی عمر نو سال کے لگ بھگ تھی۔"

"آج وہ گیارہ سال کی ہوتی۔" وہ بڑبڑایا۔

(ہم سانس اندر کھینچتے ہیں۔
اور اسے باہر خارج کر کے
ماضی کے لمحے کو چھوڑ دیتے ہیں)

اب وہ دونوں اسٹیج پہ بیٹھے تھے۔ اس نے سفید پشواز کے اوپر سفید کام دار دوپٹہ لے رکھا تھا۔ چوڑی دار آستینوں کے آگے ہاتھوں پہ مہندی لگی تھی۔ اس کے کانوں اور گردن میں نازک ہیرے پروئے تھے۔ وہ مسکراتے ہوئے ہیرے کی انگوٹھیوں سے سجے ہاتھ سے ایک کاغذ پہ دستخط کر رہی تھی۔ چہرے پہ اطمینان تھا۔ زیاد نے دستخط کیے اور ہر طرف مبارک بادیں گونجیں۔ دعاؤں کے لیے ہاتھ اٹھے۔

(اب وہ گزرا لمحہ ہمارے لیے فنا ہو چکا ہے۔)

"میں نہیں مانتا۔" بیربل دبا دبا سا چلایا تھا۔ وہ

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

تینوں اس وقت ایک آفس میں بیٹھے تھے۔
"جلی ہوئی لاش کا مطلب ہے کسی نے ہلال کے اغوا کو کوراپ کیا ہے۔ ہم قبر کی کھدوائی کروائیں گے۔ ڈی این کروائیں گے۔ وہ ہلال نہیں ہوگی۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
"ہے نا ماہر؟" اس نے گردن موڑ کے اسے دیکھا جو سر جھکائے کہنیاں گھٹنوں پہ رکھے بیٹھا تھا۔ اس کی نظریں زپ لاک بیگ پہ جمی تھیں جس میں مختلف اشیاء تھیں۔
"ہے نا ماہر؟"
"آئس ہر" وہ زیر لب بڑبڑایا۔ بیربل کا سانس رکنے لگا۔
(اور یہ کرتے ہوئے
ہم فنا کر دیتے ہیں
اس انسان کو
جو ہم ایک لمحہ پہلے تھے۔)
وہ دونوں ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔ زیاد سلطان سیاہ لباس میں تھا اور وہ سفید میں۔ وہ دونوں کیمرا زکو دیکھ کے مسکرا رہے تھے۔ سامنے کھڑی ماہی ان کی تصاویر کھینچ رہی تھی۔ ایک طرف وہیل چیئر پہ بیٹھی نگینہ بیگم بھی مسکرا کے ان کو دیکھ رہی تھیں۔ زیر لب وہ کچھ پڑھ بھی رہی تھیں۔ ہاتھ میں تسبیح تھی۔
(ہم سانس اندر کھینچ کے
نئے لمحے میں سانس لے کر
اس شخص کا استقبال کرتے ہیں
جو ہم بننے جا رہے ہیں۔)
ماہر نے بے جان ہاتھوں سے زپ لاک بیگ اٹھایا۔ اس کے اندر کچھ چیزیں تھیں۔ دو سال پہلے ایوی ڈنس ملنے کی تاریخیں بھی لکھی تھیں۔ ان پہ گرد بھی تھی جیسے وہ پرانے باکس سے نکالی گئی ہوں۔ ایک بریسلیٹ۔ لباس کے جلے ہوئے ٹکڑے۔ ننھا سا پرس۔
اور ایک سینٹڈ کینڈل۔
اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے کینڈل کا جار نکالا۔ اسٹرابری۔
اس نے ڈھکن کھولا۔ ایک اداس سی خوشبو سفید موم سے نکل کے سارے میں پھیلنے لگی۔
"یہ ہلال ہے۔" اس کی آواز شکست خوردہ سی تھی۔
(اور یوں ہم تمام عمر
اسی عمل کو دہراتے رہتے ہیں۔)
زیاد اس کا ہاتھ تھامے اسے لاؤنج سے کمرے تک لا رہا تھا۔ لاؤنج میں آج پھر بہت ہلکی روشنی تھی۔ گھر میں کوئی بتیاں بھی نہیں جلائی گئی تھیں۔ اس نے مسکرا کے سر جھٹکا۔ اسے اس سب کی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔
کمرہ اندر پھولوں سے سجا تھا۔
سفید اور سرخ پھول۔
ہر طرف خوب صورتی تھی اور ایک نئے مستقبل کا آغاز۔
(یہی مراقبہ ہے۔)
"آپ چاہیں تو ہم قبر کھدوا سکتے ہیں۔ لاش کے دانتوں سے ہم....."
"ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہلال ہے۔" اس نے کینڈل کا ڈھکن بند کیا۔
"یہ اسی کی چیزیں ہیں۔" اس نے چہرہ اٹھایا تو وہ برسوں کا بیمار لگتا تھا۔
"ماہر ہمیں ڈی این اے تو کروانا چاہیے۔" بیربل نے بے بسی سے اس کی کہنی جھنجھوڑی۔ اس نے نگاہیں اٹھا کے اسے دیکھا۔ وہ روم ۵۵۵ میں بھی ایسا بیمار نہیں لگا تھا جیسے آج لگ رہا تھا۔
ایسے جیسے شاک میں ہو۔
"ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کی قبر کے ساتھ یہ بے حرمتی نہیں کرنا چاہتا۔ اٹھو۔ ہم استنبول واپس جا رہے ہیں۔" اس نے زپ لاک میں چیزیں واپس ڈالیں اور اسے اتنی سختی سے پکڑا کہ ہاتھ کی رگیں ابھر آئیں۔

www.zemtime.com

"میری تلاش ختم ہوئی۔"

(یہی تجدید ہے۔)

وہ اس کے سامنے بیڈ کے کنارے پہ بیٹھا تھا۔

مالا نے مسکرا کے ہاتھ آگے کیا۔ اور اس نے مخملیں ڈبیا سے ایک انگوٹھی نکالی۔ چوکور چمکتا ہوا نگینہ چمکا۔

"یہ وہی ڈائمنڈ رنگ ہے۔ میں نے اسے آپ کے لیے خرید لیا تھا۔ کیونکہ یہ بہترین تھی۔"

اس نے انگوٹھی مالا کی انگلی میں پہنائی۔ مالا نے مسکرا کے ہاتھ اونچا کر کے روشنی میں انگوٹھی کو دیکھا۔

اگلے ہی لمحے کشمالہ مبین کی مسکراہٹ مدھم ہوئی۔ اس نے چونک کے زیاد کو دیکھا۔ پھر انگوٹھی کو۔ زیاد مسکرا کے کچھ اور بھی کہہ رہا تھا۔ ایک نئی زندگی کے خواب۔ مستقبل کی باتیں۔ لیکن وہ صرف انگوٹھی کو دیکھ رہی تھی۔

کمرے کی مدھم روشنیوں میں بھی وہ بتا سکتی تھی کہ.....

یہ ہو بہو اس چوکور ہیرے جیسا نگینہ زرقون تھا۔

ہیرا نہیں۔

یہ انگوٹھی نقلی تھی۔

(یہی زندگی ہے۔)

☆☆☆

بیڈروم میں لگے پھولوں کی پتیاں مرجھا گئی تھیں اور خوشبو باسی ہو گئی تھی۔ دروازہ نیم وا تھا اور لاؤنج سے خوش گپیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ماہی کا قہقہہ سب سے اونچا تھا۔

عباد اور ماہی ان کا ناشتہ لائے تھے۔ معید کی حسب توقع کال تھی اور وہ شادی کے لیے اتنی چھٹی لے چکا تھا کہ اب اسے وارڈ میں واپس پہنچنے کی جلدی تھی۔ سو فی الحال وہی دونوں اس کے میکے کی نمائندگی کر رہے تھے۔ نگینہ بیگم بھی باہر ہی بیٹھی خوش گوار محفل کا حصہ بنی ہوئی تھیں۔ زیاد کی بھی ہنس کے کوئی قصہ سناتی آواز یہاں تک آ رہی تھی۔

صرف وہی تھی جو اندر تھی۔

سنگھار میز کے سامنے بیٹھی، وہ آئینے میں بھلتے اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی۔ وہ کمرے میں کچھ لینے آئی تھی۔ پھر یہیں بیٹھ گئی۔ اس نے جھیل کے رنگ کی سبز کام دار لمبی قمیض پہن رکھی تھی۔ کندھے پہ دوپٹہ تھا۔ کانوں میں سونے کے ننھے سے ٹاپس تھے۔ اور چہرے پہ ایسی سوچ تھی جس نے لباس کی چمک کو گہنا دیا تھا۔

"کیا اسے زیاد سے پوچھنا چاہیے؟" اس نے ہاتھ اٹھا کے اونچا کیا۔ تیز روشنیوں میں انگوٹھی کا نگینہ چمکا۔ ہیرے جیسا۔ لیکن وہ ہیرا نہیں تھا۔ وہ زرقون تھا۔ اس کی چمک ہوا لگتے ہی ماند پڑنے لگی تھی۔

"شاید زیاد کے ساتھ کوئی دھوکہ ہو گیا؟ شاید کسی دوسرے جیولر نے اس سے ڈائمنڈ کی قیمت لے کر زرقون بیچ دیا ہو؟ اونہوں"۔ اس نے سر جھٹکا۔ اس کے جیولر سے زیاد نے جتنے سوالات پوچھے تھے، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے بنا سرٹیفکیٹ کے ڈائمنڈ خرید لیا ہو۔ وہ بھی اتنا مہنگا؟

"کہاں رہ گئی ہو؟" ماہی مسکراتی ہوئی چوکھٹ میں آئی تو وہ چونکی۔ پھر جلدی سے مسکراہٹ چہرے پہ طاری کی اور برش اٹھا لیا۔

"بس آ رہی ہوں۔" آئینے میں دیکھتے ہوئے وہ برش جلدی جلدی پھیرنے لگی۔ حالانکہ بال پہلے ہی بلو ڈرائی سے سیٹ تھے۔

"ارے واہ۔ یہ زیاد نے دی ہے انگوٹھی؟" نگینے کا سائز دور سے ہی ماہی کی آنکھوں میں چمکا۔ وہ چہک کے قریب آئی۔ مالا نے بجلی کی تیزی سے ہاتھ نیچے کیا لیکن ماہی لپک کے آئی اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔

پھر مسکراہٹ غائب ہوئی۔ چونک کے مالا کو دیکھا۔

"یہ تو زرقون ہے۔" وہ الجھ گئی۔ "ڈائمنڈ رنگ نہیں دی؟ تم لوگوں نے تو کوئی ون کیرٹ پسند کیا تھا۔ نہیں؟"

مالا نے تیزی سے ہاتھ چھڑایا۔

www.zemtime.com

"ہاں لیکن میں اتنی مہنگی انگوٹھی کے حق میں نہیں تھی۔ میں نے خود زیاد سے کہا کہ زرقون لے لیں۔ ڈائمنڈ پہ اتنے پیسے کون خرچ کرے۔"

"مگر ویڈنگ رنگ روز روز تو نہیں بنتی۔ اور نگینہ آنٹی نے خالہ کو بھی سیٹ دیا ہے سونے کا اور مجھے ٹاپس۔ وہاں پیسے خرچ نہ کرتے۔ انگوٹھی تو ڈائمنڈ کی لے لیتے۔" ماہی خود سے بول رہی تھی جیسے اسے کچھ اچھا نہ لگا ہو۔ پھر ایک دم اسے دیکھا۔ جیسے چونکی ہو۔

"زیاد نے تمہیں بتا کے ہی زرقون رنگ دی ہے نا؟ کہیں ڈائمنڈ کہہ کے زرقون تو نہیں تھما دیا؟"

برش کرتا اس کا ہاتھ سست ہوا۔

(زیاد سلطان مجھ سے جھوٹ نہیں بولتا۔) ایک آواز کانوں میں گونجی۔

"آف کورس۔ ہم نے خود پسند کی تھی نا۔" اس نے جی کڑا کے کہا۔ اسے اپنے شوہر کا دفاع کرنا تھا۔ ہر قیمت پر۔

"اچھا میرا گفٹ کھول کے دیکھا؟" ماہی نے بغور اسے دیکھتے ہوئے بات بدل دی۔

"اتنے گفٹس دیے ہیں تم نے۔ کون کون سا کھولوں؟"

"آخری والا سب سے بیسٹ تھا۔ وائٹ اور بلیک باکس میں۔ آرام سے کھول لینا۔ آجاؤ سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

اس کے جانے کے بعد مالا نے چہرے پہ مسکراہٹ سجائی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ شادی کے بعد اسے بہت سی مسکراہٹیں چہرے پہ زبردستی سجانی پڑیں گی۔

گھڑیال بارہ بجانے کے قریب تھا اور کوئی سحر تھا جو ٹوٹنے والا تھا۔ اسے اپنے کانچ کے جوتے سنبھالنے تھے۔

(شاید زیاد کے پاس پیسے نہ ہوں۔ میں اس سے پوچھ کچھ کروں تو اس کو برا لگے۔ اس کا دل دکھے۔ اونہوں۔)

"انکل کہاں ہیں؟"

جب وہ لوگ ماہی اور عباد کو چھوڑنے دروازے تک آئے تو ماہی نے پھر سے پوچھا۔ وہ یہ سوال کئی دفعہ پوچھ چکی تھی۔

"ابو کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ وہ لیٹے ہوئے ہیں۔"

"وہ فنکشن میں بھی تھوڑی دیر کے لیے آئے پھر چلے گئے۔" اس نے اب کے غور سے ان دونوں کو دیکھا۔

زیاد اور مالا ڈرائیو وے میں ساتھ ساتھ کھڑے تھے۔ دھوپ ان کے اوپر سیدھی پڑ رہی تھی۔ مالا مسکرا رہی تھی لیکن اس کی مسکراہٹ میں کچھ تھا۔ کچھ غیر آرام دہ سا۔ وہ البتہ مطمئن اور اچھے موڈ میں نظر آ رہا تھا۔

"ان کی نیچر ہی ایسی ہے۔ زیادہ گھلتے ملتے نہیں ہیں۔" زیاد سلطان نے اسی مسکراہٹ سے جواب دیا۔ اس کے سکون میں ذرا فرق نہیں آیا۔

بنگالی ملازمہ خاموشی سے ان کی کار میں سوئیٹس اور چاکلیٹس رکھوا رہی تھی۔ ماہی بظاہر مسکراتے ہوئے کار میں بیٹھی۔ عباد نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار ریورس کرنے لگا۔ مالا اور زیاد ان کے جانے تک وہیں کھڑے رہے۔

جیسے ہی کار سڑک پہ نکلی ماہی کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ اس کے چہرے ایک پر سوچ جنم لینے لگی۔

"ایک چاکلیٹ پکڑانا۔ لمبی ڈرائیو ہے گھر تک۔" عباد نے ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ تھامے، دوسرا ہاتھ پیچھے رکھے سوئیٹس کے تھال کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ ماہی نے زور سے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا۔ وہ چونک کے اسے دیکھنے لگا۔

"ایک چاکلیٹ ہی مانگی ہے یار!"

"رہنے دو۔ نری کیلوریز ہیں۔" اس نے ہاتھ بڑھا کے ڈیش بیک سیٹ پہ مزید پرنے دھکیل دیا۔ اب وہ عباد کی پہنچ سے باہر تھا۔

www.zemtime.com

"عجیب جیلس عورت ہو تم۔" عباد بڑبڑا کے رہ گیا جیسے حیرت ہوئی ہو۔

ماہی نے جواب نہیں دیا۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ اس کی پیشانی پہ بل تھے۔

☆☆☆

وہ دونوں واپس لاؤنج میں آئے تو بنگالی ملازمہ نے بتیاں ایک دفعہ پھر سے ہلکی کر دیں۔ مالا نے سب کے آنے پہ بتیاں تیز کی تھیں۔ پردے کھولے تھے۔ لیکن پل بھر میں ملازمہ نے سب واپس پہلے جیسا کر دیا تھا۔ اندھیرا اور خاموش۔ اسے الجھن ہونے لگی۔ بیٹھنے سے پہلے سوئچ پہ ہاتھ مارا اور بتیاں روشن کر دیں۔

نگینہ بیگم اپنے تخت پہ نیم دراز تھیں۔ کمبل اوڑھے۔ گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے۔ تیز روشنی پہ چونک کے اسے دیکھا۔

وہ بس مسکرا کے اپنی کرسی تک آئی۔ زیاد اور وہ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ بتی ایک دم ہلکی ہو گئی۔

مالا نے بے یقینی سے گردن موڑی۔ بنگالی ملازمہ سوئچ کے ساتھ کھڑی جتاتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے فوراً سے ان دونوں کو دیکھا لیکن وہ اس طرف دانستہ طور پہ متوجہ نہیں تھے۔ شاید انہیں بھی اندھیروں میں رہنے کی عادت تھی اور وہ روشنیوں سے آئی لڑکی تھی۔

اس نے پہلو بدلا۔ کہا کچھ نہیں۔

"بس اب تو میں منتظر ہوں کہ کب ہم سب واپس دبئی جائیں اور ایک گھر میں ایک ساتھ رہیں۔"

نگینہ بیگم محبت سے ان دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔ مالا بھی مسکرا دی۔ کلفت دور ہونے لگی۔

"ہم آپ کے ساتھ نہیں رہیں گے۔"

زیاد ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھا بہت سنجیدگی سے بولا۔

جہاں نگینہ بیگم چونکیں وہاں مالا نے بھی تعجب سے اسے دیکھا۔

"لیکن نگینہ آنٹی کا خیال کون رکھے گا؟"

"اندرانی ہے نا۔ وہ رکھ لے گی۔"

نگینہ بیگم سانس روکے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔ انہیں جیسے یقین نہیں آیا تھا۔

"ن..... زیاد! تم نے کہا تھا کہ ہم ساتھ رہیں گے۔"

"ہاں اور اب میں کہہ رہا ہوں کہ ہم ساتھ نہیں رہیں گے۔" وہ بس اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔ دو ٹوک قطعی انداز۔ وہ فیصلہ کر چکا تھا۔

"لیکن زیاد..... ایک شہر میں رہتے ہوئے ہم الگ رہیں؟ اچھا لگتا ہے کیا؟" اس نے نرمی سے کہنا چاہا۔

"کس نے کہا ہم ایک شہر میں رہیں گے؟"

اس نے پہلے بیوی اور پھر ماں کو دیکھا۔ انداز بالکل پرسکون تھا۔

"کیا مطلب؟"

"میں اور کشمالہ مکہ شفٹ ہو رہے ہیں۔ آپ ذہنی طور پہ خود کو تیار کر لیں۔"

نگینہ بیگم کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبا لیا۔

"مکہ؟" وہ حیران رہ گئی۔ "مکہ کہاں سے آ گیا؟ آپ نے تو کہا تھا کہ ہم....."

اور اس لمحے اسے احساس ہوا کہ زیاد سلطان نے ہمیشہ ایک نئے شہر جا کے نئی زندگی شروع کرنے کی بات کہی تھی۔ اس نے کبھی اس شہر کا نام نہیں لیا تھا۔ وہ ہمیشہ کہتی رہی کہ وہ دبئی میں جاب ڈھونڈ رہی ہے دبئی میں یہ اور یہ کرے گی۔ وہ آگے سے ہوں ہاں کرتا رہتا تھا۔

"لیکن زیاد! میں مکہ میں کیا کروں گی؟ مجھے دبئی میں جاب مل گئی ہے۔ اور آنٹی کو چھوڑ کے ہم....." اسے شدید صدمہ پہنچا تھا۔ بات مکمل ہی نہیں ہو پائی۔

"زیاد..... ایسے کیسے بیٹا!" نگینہ بیگم ہنوز بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

www.zemtime.com

"مجھے آفس نے مکہ ٹرانسفر کر دیا ہے۔ میں وہیں سے کام کروں گا اور تم وہاں کوئی جاب ڈھونڈ لینا۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔ فون بجنے لگا۔ خالہ کی کال آ رہی تھی۔ وہ ماہی اور عباد کا پوچھنا چاہتی ہوں گی۔ وہ ایکسکیوز می کہہ کے اٹھ گئی۔ کچھ مضمحل کچھ غائب دماغ سی وہ اپنے کمرے میں چلی آئی۔

زیاد نے اسے جاتے دیکھا۔ جب وہ باہر نکل گئی تو وہ ماں کی طرف مڑا۔

وہ ابھی تک بے یقینی سے جیسے دل تھام کے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"تم مجھ سے دور چلے جاؤ گے؟"

"پھر کیا کروں؟ اس کو آپ کے ساتھ ایک گھر میں رکھوں تاکہ ابو اس کو دو دن میں آپ کی اصلیت بتا دیں؟" وہ قریب ہو کے دبا دبا سا غرایا۔

"میں سنبھال لیتی۔"

"ہرگز نہیں۔ میں اپنی شادی قائم رکھنا چاہتا ہوں اور میں آپ کے قریب نہیں رہنا چاہتا۔"

"تمہاری شادی میں نے کروائی ہے۔ میں نے۔" انہوں نے کپکپاتی بوڑھی انگلی اپنے سینے پہ رکھی۔ آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

"اور میں آپ کا شکر گزار ہوں لیکن میں اسے آپ کے قریب نہیں رکھوں گا۔"

"مکہ؟ مکہ کیوں؟" وہ اسے دیکھ کے رہ گئیں۔ انگلی نیچے گر گئی۔

"میری اپنی وجوہات ہیں۔" وہ پیچھے ہو کے بیٹھ گیا۔

اس نے خالہ سے بدقت بات کی۔ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ نقلی انگوٹھی انگلی کاٹ رہی تھی۔ پھر وہ کمرے سے نکلی۔ زیاد لاؤنج میں نہیں تھا۔ نگینہ بیگم گم صم سی اپنی جگہ بیٹھی تھیں۔ وہ اس وقت ان کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ابھی واپس پلٹنے ہی لگی تھی کہ.....

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو.....

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو.....

موسیقی کی دھن سماعتوں میں گونجنے لگی۔ وہ جہاں تھی وہیں سن رہ گئی۔ پھر بے اختیار آواز کی سمت دیکھا۔ وہ راہداری کے سرے پہ نصب ایک دروازے کے پیچھے سے آ رہی تھی۔ اسے اتنا معلوم تھا کہ یہ دروازہ بیسمنٹ کی طرف کھلتا تھا۔

وہ دھیرے دھیرے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو.....

موسیقی کی آواز بلند ہوتی جا رہی تھی۔

☆☆☆

اپارٹمنٹ کے دروازے کے باہر فرید لار کی تختی لگی تھی۔ آج اس تختی نے خاموشی سے ان دونوں کو یکے بعد دیگرے اندر آتے دیکھا۔ بیرل بالکل نڈھال تھا اور ماہر خاموش جیسے شل ہو۔ کسی اور دنیا میں گم ہو۔ وہ بیساکھی سے چل رہا تھا۔ وہیل چیئر نہ جانے کہاں رہ گئی تھی۔

بیرل اندر آیا اور جوتوں سمیت آگے بڑھتا گیا۔ لونگ روم خالی تھا۔ فیضی حانم کو اس نے واپس آنے کی اطلاع نہیں کی تھی۔ شاید ماہر نے بھی نہیں بتایا تھا کیونکہ وہ گھر پہ نہیں تھیں۔ ماہر نے سارا راستہ اس سے بات بھی نہیں کی تھی۔ ویٹنگ لاؤنج۔ ائیرپورٹ۔ فلائٹ۔ ایگزٹ۔ وہ خاموش رہا تھا۔ جیسے ابھی تک شاک میں ہو۔

سیاہ سفید لونگ روم خاموش پڑا تھا۔ بیرل آگے بڑھا اور آہستہ سے ایل شیپ سیاہ صوفے پہ گر سا گیا۔ ایک بازو نیچے جھول گیا۔ انگلیاں قالین کو چھونے لگیں اور نظریں چھت کے فانوس پہ تھیں۔

ماہر نے دھیرے سے دروازہ بند کیا۔ زیر لب اعوذ باللہ پڑھا۔ لاک کرنے کی آواز آئی۔ پھر اس نے جھک کے جوتے اتارے۔ پھر بیساکھی کی ٹک ٹک سنائی دی۔

وہ لنگڑا کے قدم قدم چلتا سامنے آیا۔ بیساکھی ہاتھ سے پھسل گئی۔ اس نے جھک کے میز پہ

www.zemtime.com

اسٹرابری والی کینڈل کا جار رکھا۔ وہ سارا راستہ اسے تھامے رہا تھا۔

"دو سال سے تم کہہ رہے تھے کہ وہ زندہ ہے اور آج دیکھو۔"

بیربل چھت کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آواز گیلی تھی۔ آنکھیں نم تھیں۔ غصہ۔ گلہ۔ کیا نہیں تھا اس کی آواز میں۔

اس کی امید ٹوٹی تھی۔ وہ جھوٹی امید جو ماہر نے اسے تھمائی تھی۔

"ہاں۔" اس نے اعتراف کیا۔ بیربل کو اس کی امید نہیں تھی۔ لیکن وہ شاک میں لگتا تھا۔

"ہاں۔ دو سال سے میں کہہ رہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔ اور آج دیکھو۔"

وہ جھکا اور بیساکھی اٹھائی۔ پھر لنگڑاتا ہوا آتش دان کی طرف بڑھنے لگا۔

"میں نے کہا تھا کہ وہ زندہ ہے۔ سب کہتے تھے باز آجاؤ۔ لیکن میں تمہیں اور مالک کو لیے ایک ملک سے دوسرے ملک پھرتا رہا۔ میں نے دو سال تک تم لوگوں کو امید دلائی۔ کیونکہ میرا دل کہتا تھا کہ وہ زندہ ہے۔"

آتش دان تک وہ رکا اور لائٹر اٹھایا۔ بیساکھی پھر سے لڑھک گئی۔ ماہر نے تکلیف سے اسے دیکھا۔ پھر بیربل کو۔ وہ دور تھا۔ قریب ہوتا' تب بھی آج وہ بیساکھی اٹھانے نہ کھڑا ہوتا۔

"کوئی میرا یقین نہیں کرتا تھا اور میں کہتا تھا کہ میں تم سب کو ثابت کر کے دکھاؤں گا۔" وہ خود سے بول رہا تھا۔ لائٹر لیے اس نے چلنے کی کوشش کی۔ میز تک کافی فاصلہ تھا۔ ٹانگ پہ زور دے کر ایک قدم اٹھایا۔ دوسرا۔ اور تیسرے سے پہلے وہ ایک دم لڑھک کے گرا۔

"تمہارا جنون..... جھوٹی امید کے سوا کچھ نہیں تھا۔" بیربل نے بس ایک نظر اسے دیکھا۔ وہ پہلو کے بل قالین پہ گرا تھا۔ شاید کراہا بھی تھا۔ لیکن بیربل نہیں اٹھا۔ اس نے اسے گرے رہنے دیا۔

"میں نے تم سب کا بہت وقت لیا۔ اور اپنا بھی۔ کیونکہ....."

وہ ہتھیلیوں کے بل سیدھا ہوا۔ پھر سے کراہا۔ صوفے کا سہارا لے کر سیدھا ہوا اور خود کو گویا گھسیٹتے ہوئے میز تک لایا۔

"کیونکہ میرا دل نہیں مانتا تھا۔ اور دیکھو....."

وہ نڈھال سا وہیں میز کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ٹانگ میں درد کی شدید لہریں اٹھنے لگی تھیں۔

"اور دیکھو۔ آج تم غلط نکلے۔" بیربل نے بے بسی بھرے غصے سے اس کا فقرہ مکمل کیا۔

ماہر فرید نے لائٹر کے لیور پہ انگوٹھا زور سے رگڑا۔ شعلہ جل اٹھا۔

"میں یہ نہیں کہنے جا رہا تھا۔"

اس نے شعلہ موم بتی کے قریب کیا۔ وہ اس کے جلے ہوئے دھاگوں سے ذرا دور تھا۔

"میں کہنے جا رہا تھا کہ..... دیکھو..... آج میں درست ثابت ہوا۔"

اس نے شعلہ دھاگے سے ٹکرایا۔ اس نے فوراً سے آگ پکڑ لی۔

بیربل فرید تیزی سے سیدھا ہوا۔ ایک الارم سا اس کے کانوں میں بجنے لگا تھا۔

"کیسے؟"

"ہلال کی تمام چیزوں پہ گرد تھی۔ زپ لاک کھلے ہوئے تھے۔ گرد کا ہونا فطری بات ہے۔ لیکن....." اس نے اسٹرابری کینڈل کی طرف اشارہ کیا۔

"اس کی موم سفید اور صاف تھی۔ خوشبو بھی برقرار ہے جب کہ اس کا ڈھکن کھلا ہوا تھا۔ دو سال تک کینڈل ڈھکن کے بغیر رہے تو اس کی خوشبو ضائع ہو جاتی ہے۔"

وہ قالین پہ بیٹھا جلتے ہوئے شعلے کو دیکھ کے کہہ رہا تھا۔

"کیا مطلب؟"

www.zemtime.com

☆☆☆

"کیا تم اب تک نہیں سمجھی ہو کہ ماہر تمہیں کینڈلز کیوں دیتا ہے؟"

ہلال کی آنکھیں چمکیں۔ اس نے تیزی سے کینڈل اٹھا کے دیکھی۔

اس کے دھاگے سیاہ تھے۔

وہ ایک دم کمرے میں بھاگی۔ رابیل مسکرا کے اسے دیکھنے لگیں۔

وہ واپس آئی تو اس کے بازوؤں میں بہت سی چھوٹی بڑی کینڈلز تھیں۔ اس نے سارے جارز جلدی جلدی میز پہ سیٹ کیے۔

"سب کے دھاگے جلے ہوئے ہیں۔ لیکن موم کم نہیں ہے۔ یعنی ماہر بھائی گفٹ دینے سے پہلے نئی کینڈل کو ایک دفعہ ضرور جلاتا ہے۔ لیکن کیوں؟" وہ جوش سے ماں کو سمجھا رہی تھی۔

پھر اس نے لائٹر لیا اور باری باری موم بتیوں کے دھاگے جلانے لگی۔ دھیرے دھیرے ساری موم بتیاں آگ پکڑنے لگیں۔

"بہت دیر سے سمجھ میں آیا تمہیں۔"

رابیل مسکرا کے اسے دیکھ رہی تھیں۔ اور وہ بہت خوشی سے جلتی کینڈلز کو۔

پہلی کینڈل کی موم پگھلنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ پوری پگھل گئی۔ ہلال نے دھڑکتے دل سے ٹویزر اٹھایا اور اسے پگھلی موم کے اندر ڈالا۔ جب اسے واپس اوپر نکالا تو اس کے دانتوں میں ایک سنہری لاکٹ تھا۔

"ماما ماما....." اس نے جوش سے چیخ ماری۔ اس کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔

"ماہر بھائی مجھے کینڈل میں گفٹ چھپا کے دیتا تھا۔"

موم پگھل رہی تھی۔ خوشبوئیں ایک دوسرے میں مکس ہو کے سارے کو معطر کر رہی تھیں۔ اور وہ ایک کے بعد ایک موم بتی سے کچھ نکال رہی تھی۔ نیل پالش۔ ہیئر پن۔ کینڈی بار۔ کچھ پلاسٹک میں لپٹا تھا اور کچھ بغیر پلاسٹک کے۔

"اتنی دیر لگی تمہیں اپنے بھائی کو سمجھنے میں۔" رابیل مسکرا کے اس کو دیکھ رہی تھیں۔ میز موم سے لتھڑی چیزوں سے بھر گئی تھی جن کا موم باہر آتے ہی جمنے لگا تھا۔ وہ اب ہنستے ہوئے اپنے تحفوں پہ جمی موم ناخنوں سے کھرچ رہی تھی۔

☆☆☆

اسٹرابری کی مہک والی کینڈل پگھل رہی تھی اور بیربل فرید سانس روکے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یعنی ہماری بہن زندہ ہے۔ اور....."

ماہر نے سر جھکا کے موم بتی کے جار کے اندر جھانکا۔

اس کے چہرے پہ بالآخر ایک مسکراہٹ ابھری۔ ایک مکمل مسکراہٹ۔

"اور اس نے مجھے ایک پیغام بھیجا ہے۔" اس نے ٹویزر اٹھایا اور پگھلی موم میں ڈال دیا۔ بیربل بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔

ٹویزر موم کے اندر ڈوب گیا۔

اور جب ماہر کی انگلیوں نے اسے باہر نکالا تو اس کے دانتوں میں کچھ تھا۔

"اسمارٹ کڈ، اذانٹ شی؟" وہ موم میں لتھڑی شے کو دیکھ کے فخر سے مسکرایا۔

باب دوم

"مکہ"

انسان ہوتے ہیں
سیپ میں بند کیڑوں کے جیسے
اگر تم ڈالو چند ایک سیپ
کھولتے پانی کے برتن میں
تو بہت سے سیپ
ایک دم پھٹ کے
کھل جائیں گے۔
اور چند ایک
تیرتے رہیں گے کچھ دیر
گرم پانی کی سطح پہ

www.zemtime.com

اور پھر وہ دھیرے دھیرے
اپنے آپ کو کھول دیں گے۔
لیکن کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں
جو کبھی نہیں کھلتے
چاہے وہ کیسے ہی گرم پانیوں کا
شکار کیوں نہ ہو جائیں۔
راہن جے مارٹن

سیاہ سفید اپارٹمنٹ میں اسٹرابری کی مہک پھیلی تھی اور اونچے در و دیوار خاموشی سے لونگ روم میں بیٹھے دو نفوس کو دیکھ رہے تھے۔ بیرل سانس روکے ماہر کے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا جو احتیاط سے ٹویزر کی مدد سے کینڈل جار کے اندر سے کچھ نکال رہے تھے۔

ٹویزر اوپر اٹھا۔ بیرل کی نظریں بھی اوپر کو اٹھیں۔

ایک موم میں لتھڑی شے برآمد ہوئی۔

''یہ کیا ہے؟'' وہ میز پہ جھکا۔

''ہاتھ نہیں لگانا۔'' ماہر نے ایک دم روکا تو وہ جیسے منجمد ہو گیا۔ پھر ناسمجھی سے اس شے کو دیکھا جس کی گرم موم میز پہ رکھتے ہی جمنے لگی تھی۔

ماہر ٹویزر کی نوک سے اس سخت شے کے اوپر سے موم ہٹانے لگا۔ موم کے دانے دانے الگ ہونے لگے۔ یہاں تک کہ وہ صاف ہو گئی۔

وہ ایک موٹے کاغذ کا ٹکڑا تھا۔ آدھے انگوٹھے جتنا۔ جو ایک طرف سے بھورا اور دوسری طرف سے سرخ تھا۔ ٹکڑا تکون صورت تھا۔ ایسے کہ دو اطراف بالکل برابر تھیں اور تیسری قدرے ٹیڑھی تھی۔ جیسے کسی نے ہاتھ سے پھاڑی ہو۔ بھوری سائیڈ تو گتے جیسی تھی اور سرخ سائیڈ پر نقش تھی۔ سرخ تکون کے اوپر ایک ڈیزائن بنا تھا۔ جیسے پیلے، سبز اور نیلے رنگ کے ایک پھول کی پتی ہو۔ وہ پھول کی پتی کا ٹکڑا تھا جیسے باقی آدھا پھاڑنے کی وجہ سے کٹ گیا ہو۔

''یہ کسی اپنے سے بڑے کاغذ کا حصہ ہے جس کو کسی نے ہاتھ سے پھاڑا ہے۔'' ماہر اس کو ٹویزر سے اٹھائے الٹ پلٹ کے بغور دیکھ رہا تھا۔ ''اس کاغذ کا دوسرا حصہ بھی ہونا چاہیے تھا۔'' قدرے الجھ کے اس نے کینڈل جار میں جھانکا۔ موم پگھل کے شفاف نظر آ رہی تھی۔ سرے سے پیندے تک دوسری کوئی شے وہاں موجود نہ تھی۔

''یہ تو ایک ننھا سا کاغذ کا ٹکڑا ہے جو کسی نے غلطی سے پھاڑ کے موم بتی میں گرا دیا ہے۔ اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ہلال زندہ ہے؟'' بیرل کے کندھے ڈھیلے ہوئے۔ وہ پیچھے ہو کے بیٹھا۔

''ہلال زندہ ہے اور یہ اسی نے ڈالا ہے۔ مجھے کچن سے ایک زپ لاک بیگ لا کر دو۔'' تحکم سے اشارہ کیا۔

بیرل نے ایک نظر اس کی گری ہوئی بیساکھی کو دیکھا۔ پھر منہ میں کچھ بڑبڑا کے اٹھ کھڑا ہوا۔ کچن میں جا کے دو تین کیبنیٹس کھولیں۔ ایک ننھا زپ لاک بیگ نکالا اور کیبنٹ کے دروازے بند کیے بنا واپس آیا۔ انداز ناراض ناراض سا تھا۔

''بالفرض یہ ہلال کی طرف سے ہے اور وہ زندہ ہے۔ تب بھی تم نے یہ بات مجھے پاکستان میں کیوں نہیں بتائی؟ ہم واپس کیوں آ گئے؟'' وہ واپس صوفے پہ بیٹھے ہوئے قدرے جھنجلا گیا تھا۔

ماہر جواب دیے بنا ٹویزر سے اس کاغذ کے ٹکڑے کو شفاف زپ لاک بیگ میں مقید کرنے لگا۔ اس نے ابھی تک اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔

''کیونکہ سرکار نے ہلال کی نقلی موت کا ثبوت مجھے بہت جلدی میں بھجوایا ہے۔ وہ مجھے لاہور سے بھیجنا چاہتا تھا۔ اسے کسی چیز کی جلدی تھی۔'' اس نے چہرہ کینڈل پہ جھکا کے آنکھیں بند کیں۔ پھر ایک سانس اندر کھینچی۔ وہ جیسے ہلال کی خوشبو تھی۔ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ آ گئی۔ گال میں گڑھا سا بنا۔

''ہم ہلال کو ڈھونڈے بنا واپس کیوں آ گئے ماہر؟''

''کیونکہ وہ زندہ ہے اور وہ ٹھیک ہے۔''

''تم اتنے پر یقین کیسے ہو؟'' وہ اب اکتا گیا

www.zemtime.com

تھا۔

"ہلال زندہ ہے۔اور وہ سرکار کے پاس ہے۔" اب وہ زپ لاک بیگ کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "سرکار نے اگر اس کو مار دیا ہوتا تو وہ اتنے جوکھم کر کے اس کی نقلی موت ثابت کرنے کی کوشش نہ کرتا۔اسے ہلال زندہ چاہیے۔اس نے اسے کہیں چھپا رکھا ہے۔لیکن برے حال میں نہیں۔اچھے حال میں۔" وہ جیسے سوچ سوچ کے بول رہا تھا۔

"اور یہ تمہیں کیسے معلوم؟"

"کیونکہ ہلال کی جو چیزیں پولیس نے ہمیں دی ہیں' اس کا بیگ وغیرہ' وہ بہت تھوڑی سی چیزیں ہیں۔اس کی گمشدگی کے وقت اس کے پاس بہت سی چیزیں تھیں جو کبھی نہیں ملیں۔اس کی بہت سی کینڈلز۔کتابیں۔اسکیچ بکس۔رنگین پنسلز۔بوتل۔کپڑے۔ہلال کے ساتھ اس کی چیزیں بھی کھو گئی تھیں۔کوئی اس کی چیزیں کیوں چرائے گا؟"

"تاکہ وہ چیزیں اس کو مہیا کر کے اس کو خوش رکھ سکے۔" بیربل کا ذہن کام کرنے لگ گیا۔ماہر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بالکل۔اس نے ہلال کو کہیں بہت آرام سے رکھا ہوا ہے۔اس کے پاس اس کی تمام چیزیں ہیں۔لیکن اس کی نقلی موت دکھانے کے لیے سرکار نے ہلال کی کچھ چیزیں اس سے لے لی ہوں گی۔"

"اور ہلال کو اندازہ ہوگا کہ یہ ہم تک پہنچائی جائیں گی اس لیے اس نے کاغذ کا ٹکڑا کینڈل میں ڈال دیا۔سرکار کو اس کا علم نہیں ہو سکا ہوگا۔" بیربل نے سمجھ کے سر ہلایا۔پھر رک گیا۔"لیکن ہلال نے خالی کاغذ کیوں بھیجا؟ یہ کیوں نہیں بتایا کہ وہ کہاں ہے؟"

"شاید وہ خود نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے۔" وہ دور خلا میں دیکھ رہا تھا۔

"ہمیں وہاں رہ کے اسے ڈھونڈنا چاہیے تھا۔" بیربل شدید بے زار ہوا۔

"سرکار میرے ساتھ عرصے سے ایک گیم کھیل رہا ہے۔وہ ہمیشہ مجھ سے دو قدم آگے رہتا ہے۔میں اس کا مقابلہ نہیں کر پاتا کیونکہ میں اس کی بنائی ہوئی گیم کھیل رہا ہوں۔" زمین پہ بیٹھے ماہر فرید کے چہرے پہ یہ کہتے ہوئے زمانے بھر کا اطمینان تھا۔

"کیا مطلب؟"

"وہ ہمیشہ جیتتا رہے گا اور میں اس کی لاحاصل تلاش میں ہمیشہ ناکام رہوں گا کیونکہ یہ کھیل اس کا بنایا ہوا ہے۔لیکن میں اب اس کا کھیل نہیں کھیلوں گا۔میں سرکار کو نہیں ڈھونڈوں گا۔اس طرح مجھے ہلال کبھی نہیں ملے گی۔"

"پھر کیسے ملے گی؟"

"اب میں اپنا کھیل ترتیب دوں گا۔ہم واپس اس لیے آ گئے تاکہ وہ یہ یقین کر لے کہ میں ہلال کی موت کو تسلیم کر چکا ہوں اور وہ ریلیکس ہو جائے۔جب وہ ریلیکس ہوگا' تو وہ کوئی غلطی کرے گا۔"

"اور اگر اس کے جنات نے اس کو بتا دیا؟" بیربل نے آنکھیں گھمائیں۔

ماہر دھیرے سے مسکرایا۔

"کیا تم نے دیکھا نہیں تھا کہ میں نے گھر کا دروازہ بند کرتے ہوئے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھا تھا؟"

"تاکہ یہاں کہی جانے والی باتیں جنات آگے نہ بتا سکیں؟" وہ چونکا۔اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ویسے بھی جنات سب کچھ نہیں جانتے۔نہ سب کچھ بتا سکتے ہیں۔اسی لیے وہ چھپی چیزوں کی لوکیشن کبھی ٹھیک سے نہیں بتا سکتے۔بہر حال ہم دوبارہ اس بات کا ذکر نہیں کریں گے۔ہم یہی ظاہر کریں گے کہ ہلال مر چکی ہے۔مالک' چنگیز' شبنم' سب کے سامنے۔تب تک میں یہ جاننے کی کوشش کروں گا کہ اس کاغذ کا کیا مطلب ہے۔" وہ زپ لاک بیگ میں مقید سرخ کاغذ کو دیکھ رہا تھا۔

"اور اگر اس نے ہلال کو نقصان پہنچایا؟"

"نہیں۔اس نے کسی وجہ سے ہلال کو زندہ رکھا

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

ہوا ہے۔ اگر مارنا ہوتا تو اس کی اصلی لاش بھیج دیتا۔"

"سرکار۔ کتنا عجیب نام ہے یہ۔" بیربل ماتھے پہ بل ڈالے بڑبڑایا۔ "نہ جانے وہ خود کیسا ہوگا۔"

"وہ بوڑھا ہے۔ اور اس کے سفید بال ہیں۔ یہ میں جانتا ہوں۔ عمر یقیناً پچاس سے ساٹھ برس کے درمیان ہوگی۔" وہ موم بتی کے جلتے شعلے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

(زیاد اور مالا ابھی ابھی سامنے سے ہٹے تھے اور نگینہ بیگم اسی طرح شل سی تخت پہ بیٹھی تھیں۔ ان کا زرد چہرہ کمزور تھا اور آنکھوں تلے حلقے تھے۔ پلکیں گیلی تھیں اور جھریوں زدہ بوڑھے ہاتھوں میں کپکپاہٹ تھی۔)

"چونکہ وہ بہت سخت جادو کرتا ہے' اس لیے اس نے اپنی صحت کا خاص دھیان رکھا ہوگا۔ اس عمر میں بھی وہ فٹ ہوگا۔ ورزش کرتا ہوگا۔ اچھی غذا کھاتا ہوگا۔ کالا جادو بہت سی جسمانی توانائی مانگتا ہے۔"

(آنسو نگینہ بیگم کی آنکھوں سے بہنے لگے۔ بے اختیار کھانسی آئی۔ اگال دان پہ چہرہ جھکایا تو خون کے قطرے تھوک کے ساتھ نکلے۔)

"اس کی کوئی فیملی نہیں ہوگی کیونکہ ایسے انسان کا دل سخت ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے بچوں اور ماؤں کو مار سکتا ہے' اس کو کسی سے محبت نہیں ہوتی۔ کسی سائیکو پیتھ سیریل کلر کی طرح وہ اکیلا رہتا ہوگا۔"

(وہ کھانس کے سیدھی ہوئیں۔ نڈھال چہرے سے لاؤنج کے دروازے کو دیکھا جہاں سے زیاد گیا تھا۔ آنسو تواتر سے بہنے لگے۔)

"اس کے پاس بہت پیسہ ہے۔ اس کے کلائنٹ اس کے مرید ہیں اور اعلا عہدوں پہ ہیں۔ یقیناً اس نے کہیں نہ کہیں کوئی بڑا سا آستانہ بنا رکھا ہوگا جہاں اس کے آگے پیچھے ملازم پھرتے ہوں گے۔"

("اندرانی... اندرانی..." نگینہ بیگم کمزور آواز میں پکارنے لگیں۔ ان کو سانس چڑھ رہا تھا۔)

"اس نے اپنے قریبی انسانوں کو اپنے تابع کر رکھا ہوگا۔ وہ اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے ہوں گے۔ اس کا جادو ان پہ مکمل طور پہ چھایا ہوگا۔"

(وہ کھانس کھانس کے دوہری ہو رہی تھیں۔ زیاد کے کمرے کے دروازے سے کھانسنے کی آواز اندر جا رہی تھی لیکن کوئی باہر نہیں نکلا۔ سیڑھیوں کے اوپر ریلنگ سے سلطان صاحب نے جھانکا۔ نیچے تخت پہ بیٹھی نگینہ بیگم کا کھانسی سے برا حال تھا۔ انہوں نے ہونہہ میں سر جھٹکا اور واپس اندر چلے گئے۔)

"یقیناً اس کا بچپن اور جوانی بہت ٹف گزری ہوگی جس نے اس کے دل کو پتھر جیسا کر دیا ہوگا۔ اس کے اندر جذبات نہیں ہوں گے۔ نہ اسے کسی سے محبت ہوگی۔ کیونکہ اتنا ظلم کوئی ایسا انسان ہی کر سکتا ہے جس کو صرف پیسے کی ہوس ہو یا جادو کی طاقت کا نشہ۔"

"تمہارا تجزیہ اچھا ہے۔ سیریل کلرز بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اکیلے' سائیکو پیتھ' پتھر دل۔" بیربل کھنکھارا۔ "لیکن شاید اس کی کوئی فیملی ہو۔ ہر ولن کی فیملی ہوتی ہے' ماہر۔"

ماہر نے "کک" کی آواز کے ساتھ سر جھٹکا نفی میں ہلایا۔ جیسے اس کی بات رد کی ہو۔ بیربل نے کچھ کہنا چاہا لیکن اس کا فون بجنے لگا۔ اس نے جلتی بجھتی اسکرین دیکھی تو لبوں پہ مسکراہٹ در آئی۔

اس کی یہ مسکراہٹ ماہر فرید نے غور سے دیکھی۔

"کون ہے؟" ابرو اٹھایا۔

"لاہور کے اس ہوٹل کی خوب صورت مینیجر جہاں ہم ٹھہرے تھے۔" اسے جیسے مزہ آ رہا تھا۔ "جاتے ہوئے اس نے میرا پرسنل نمبر لیا تھا۔ وہ مجھے پسند کرتی ہے۔"

"فون اٹھاؤ۔"

"ایسے کیسے؟ دو تین دن فون کرنے دو' پھر میسج کروں گا کہ....."

www.zemtime.com

"اٹھاؤ۔" وہ دبا دبا سا غرایا۔ بیربل کے ہاتھ سے فون گرتے گرتے بچا۔ جلدی سے اسے کان سے لگایا۔

"ہیلو۔" ساتھ ہی خفگی سے گھور کے ماہر کو دیکھا۔ اس کا بھائی اس کی لولائف کبھی کامیاب نہیں ہونے دے گا۔

"جی جی۔ میں پہچان گیا۔ اچھا... واقعی؟" مسکراہٹ غائب ہوئی۔ قدرے چونکا۔

"ہمارے جانے کے بعد کبیرہ ساوان ہوٹل آئی تھیں۔ تم سے ملنے۔" فون رکھتے ہی وہ بے یقینی سے بولا۔

"کہا تھا نا وہ آئے گی۔" وہ ہلکا سا مسکرایا۔ "واللہ ماہر فرید کبھی غلط نہیں ہوتا۔"

بیربل نے محض آنکھیں گھما کے ابرو اچکا دیے۔ ماہر اب صوفے کا سہارا لیے خود کو گھسیٹتے ہوئے بیسا کھی کی طرف جا رہا تھا۔ اسے کبیرہ ساوان کو کال ملانی تھی۔ اسے اپنے ایک واہمے کی تصدیق چاہیے تھی۔

☆☆☆

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو....

ہیپی برتھ ڈے ٹو یو....

دھن اس کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔ کسی سحر کے زیر اثر وہ کھنچتی ہوئی بیسمنٹ کے دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟"

آواز پہ کوئی فسوں سا ٹوٹا۔ کشمالہ مبین چونک کے مڑی۔

پیچھے اندرانی کھڑی تھی۔ اس کی گھورتی نگاہیں ہمیشہ خاموش مگر کچھ کہتی ہوئی ہوتی تھیں۔ کشمالہ کے ماتھے پہ سلوٹیں پڑیں۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" اس نے ابرو اٹھا کے پوچھا۔ انداز سخت تھا۔

موسیقی کی آواز اب بند ہو چکی تھی۔

"بیسمنٹ سے کیا چاہیے آپ کو؟" اندرانی گھوم کے سامنے آئی اور دروازے کے سامنے جم کے کھڑی ہو گئی۔

"تم کچن میں جاؤ اور اپنا کام کرو۔"

مگر اندرانی نہیں ہلی۔ ڈھٹائی سے دیوار بن کے کھڑی رہی۔

"جاؤ۔" اس کی آواز بلند ہوئی۔

"کشمالہ...." زیاد نے راہداری کے دوسرے سرے سے اس کو پکارا۔

"زیاد ادھر آئیں۔" اس نے بنا مڑے آواز دی۔ وہ قدم قدم چلتا اس کے کندھے کے پیچھے آ کھڑا ہوا۔

"میں بیسمنٹ دیکھنا چاہتی ہوں اور یہ راستہ روک کے کھڑی ہو گئی ہے۔ کیا یہ نہیں جانتی کہ میں اس گھر کی بہو ہوں؟" وہ سینے پہ بازو لپیٹے کھڑی بہت سکون سے زیاد سے پوچھ رہی تھی۔

"کیا تم نہیں جانتیں کہ کشمالہ اس گھر کی بہو ہے؟" زیاد نے گھور کے اسے دیکھا۔ اندرانی کے کندھے ڈھیلے ہوئے۔

"میں ان سے پوچھ رہی تھی کہ...."

"جیسا وہ کہہ رہی ہیں ویسے کرو۔" وہ برہمی سے بولا تو اندرانی نے سر کو خم دیا۔ پھر اسے گھورتے ہوئے سامنے سے ہٹ گئی۔

"بیسمنٹ میں کاٹھ کباڑ رکھا ہوتا ہے یا پرانا سامان۔" وہ دونوں ساتھ ساتھ سیڑھیاں اترنے لگے۔

"آپ نے اتنا بڑا فیصلہ مجھے اعتماد میں لیے بغیر کیسے کر لیا؟" وہ جھنجلائی ہوئی نہیں تھی۔ بس کچھ خفا خفا سی تھی۔

"تم امی کی وجہ سے یہ کہہ رہی ہو؟" زیاد نے سوئچ بورڈ پہ ہاتھ مارا تو مدھم بتیاں جل اٹھیں۔ نیچے ایک لونگ روم تھا۔ اور سامنے چند کمرے۔ کچھ پرانا فرنیچر رکھا تھا جو کپڑوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ ہر طرف گرد کی مہک تھی۔

"اور اپنی وجہ سے بھی۔ مجھے دبئی میں جاب مل

www.zemtime.com
ZEMTime SINCE 2014

گئی ہے۔ پھر آپ کی امی بیمار ہیں۔ کینسر کے آخری اسٹیج پہ ہیں۔ آپ ان کو اکیلا کیسے چھوڑ سکتے ہیں؟"

رہ رہ کے ہسپتال کے وہ دن یاد آنے لگے جو معید اور اس نے بڑی مشکل سے کاٹے تھے۔ ماں کے سرہانے سے ایک پل کے لیے نہیں ہٹتے تھے۔

"میں امی کو اکیلا نہیں چھوڑ رہا ان کے پاس نرسنگ اسٹاف ہوگا۔ ابو ہوں گے۔ ملازمائیں ہوں گی۔" وہ نرمی سے کہتے ہوئے دروازے کھول کھول کے اسے کمرے دکھا رہا تھا۔ نیچے بھی اوپر جیسا ایک پورشن بنا تھا جو خالی تھا۔ سوائے لاؤنج کے فرنیچر کے اس میں کچھ خاص نہ تھا۔

"آپ کو ڈر نہیں لگتا کہ آنکھ ذرا اوجھل ہو اور وہ گر جائیں؟"

"امی اپنا خیال رکھ سکتی ہیں۔ رہی تمہاری بات تو تمہیں ویسے بھی ایک نئے شہر جا کے آباد ہونا ہی ہے۔ کیا دبئی اور کیا مکہ۔ اور ہم دبئی آتے جاتے رہیں گے۔ ساتھ ہی تو ہے۔"

"لیکن آپ نے فیصلہ لینے سے پہلے مجھے کیوں نہیں بتایا؟"

اس نے آگے جاتے زیاد کی کہنی تھام کے اسے روکا۔ وہ گہری سانس لے کر اس کی طرف مڑا۔ اب وہ دونوں گرد سے اَٹے لاؤنج میں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"کچھ فیصلے گھر کے مرد نے لینے ہوتے ہیں' کشمالہ۔ کیونکہ مرد گھر کا سربراہ ہوتا ہے۔ یہ فیصلہ مجھے ہی لینا تھا۔"

"نہیں' زیاد۔ شادی شدہ لوگ فیصلے مل کر لیتے ہیں۔ ایک ساتھ۔"

زیاد نے دھیرے سے اس کے ہاتھ تھامے اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

"آئی ایم سوری۔ مجھے تمہیں بتانا چاہیے تھا۔ میں خوف زدہ تھا کہ تم انکار نہ کردو۔ لیکن میں تمہیں مکہ میں بہت خوش رکھوں گا۔ تم پریشان نہ ہو۔"

"لیکن مکہ ہی کیوں؟ وہاں اتنا اہم کیا ہے؟"

وہ الجھ کے اس کو دیکھ رہی تھی۔

زیاد سلطان نے گہری سانس اندر کھینچی۔

"میں ایک گناہگار انسان ہوں' کشمالہ۔ میں نے زندگی میں بہت سے ایسے گناہ کیے ہیں جو میں بتا نہیں سکتا۔ لیکن وہ میرے اور میرے اللہ کے درمیان ہیں۔ (بہت سا پانی اس کے حلق میں جمع ہونے لگا۔ اس نے بدقت تھوک نگلا۔) اور جب میں نے تم سے شادی کرنے کا سوچا تھا تو مجھے لگتا تھا کہ تم مجھے قبول نہیں کرو گی کیونکہ میں تمہارے قابل نہیں تھا۔ تب میں نے امی سے کہا تھا کہ... (پھر سے تھوک نگلا) کہ وہ دعا مانگیں۔ اور ان کی دعا سے تم مجھے ملی ہو۔" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اور میں نے خود سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر تم میری زندگی میں شامل ہوگئیں تو میں اپنے آپ کو بہتر بناؤں گا۔ میں نیک نہیں ہوں لیکن گناہگار بھی نہیں رہوں گا۔ اس لیے میں مکہ جا کے اپنی نئی زندگی شروع کرنا چاہتا ہوں۔ وہاں اللہ کا گھر ہے۔ میں چاہتا ہوں میں وہاں جا کے اللہ تعالیٰ سے زندگی میں کیے تمام گناہوں کی معافی مانگوں اور ہم کورے کاغذ جیسی نئی زندگی کا آغاز کریں۔"

اس کے چہرے کے تاثرات نرم پڑ چکے تھے۔ اس نے دھیرے سے سر ہلا دیا۔ زیاد نے ابھی تک اس کے ہاتھ تھام رکھے تھے۔ اس کا انگوٹھا زرقون کی رنگ کو چھو رہا تھا۔ مالا نے چہرہ جھکا کے چمکتے ہوئے زرقون کو دیکھا۔ اور پھر اس کو۔

اب وہ وقت تھا بات کرنے کا۔ اب نہیں تو کبھی نہیں۔

"یہ رنگ کہاں سے لی تھی آپ نے؟" غور سے اس کو دیکھا۔

زیاد خاموش ہوگیا۔ پھر سر جھکا دیا۔

"مجھے ایک اور بات بھی بتانی تھی تمہیں۔ یہ رنگ ڈائمنڈ کی نہیں ہے۔" اس کے لہجے میں پشیمانی تھی۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

☆☆

www.zemtime.com